Regd. # MC-1177

العروہ فی مناسكِ الحجّ والعمرہ

فتاویٰ حج وعمرہ

سولھواں حصّہ

مصنف

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دار الافتاء جمعیۃ اشاعۃ اہل السنۃ)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ العالی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

العروۃ فی مناسك الحج والعمرۃ

فتاویٰ حج وعمرہ

(سولہواں حصہ)

تالیف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

(شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ النُّور)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب : العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ
فتاویٰ حج وعمرہ(حصہ سولھواں)

تالیف : شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت : ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ / جولائی ۲۰۲۰ء

تعداد : ۵۵۰۰

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت(پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی
فون:021-32439799

خوشخبری : www.ishaateislam.net
پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
1	پیش لفظ	5
	میقات	7
2	کیا مقامِ بدر سے مکہ آنے پر احرام لازم ہو گا؟	7
	عمرہ	8
3	عورت کو مکہ پہنچتے ہی حیض آجائے تو وہ عمرہ کب کرے؟	8
	طواف	9
4	کیا طواف کے لئے حدث سے طہارت شرط ہے؟	9
	سعی	12
5	سعی کے ساتھ موجود صحن سے سعی کرنے کا حکم	12
	رمی	13
6	کنکریاں جمرہ کے بجائے پیالے میں گر جائیں تو کیا حکم ہو گا؟	13
	جنایات	16
7	غیر مُحرم شوہر کا اپنی مُحرمہ بیوی سے صحبت کرنے پر حکم	16
8	حالتِ جنابت میں کوئی بھی طواف کرنے پر لازم آنے والا کفارہ اعادہ کر لینے پر ساقط ہو گا؟	19
9	حلق / تقصیر کروائے بغیر ۳۰ سے ۴۰ عمرہ کرنے کا حکم	23
10	سعی کے دو چکر کی ادائیگی کے بعد حلق کروانے کا حکم	26

11	محرم کا بیلٹ والی چھتری کے پہننے کا حکم	35
	سفر	38
12	بوڑھی عورتوں کا بلا محرم حج یا عمرہ کے لئے جانا کیسا؟	38
	احصار	40
13	عمرہ پر پابندی لگنے کے سبب ائیر پورٹ پر موجود احرامِ عمرہ والے کیا کریں؟	40
14	عمرہ کی ادائیگی سے روکے جانے والے مُحرم کے لئے حکم جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو؟	45
15	احرامِ حج سے باہر آنے والے مُحصر پر عمرہ لازم ہونے کی علت	63
	حج بدل	65
16	حج بدل کرنے والا دمِ شکر کس کی جانب سے دے؟	65
17	اجنبی کا میت کی طرف سے حج ادا کرنے کا حکم	67
	متفرق	70
18	نمازِ طواف بھول کر مدینہ منورہ میں ادا کرنے کا حکم	70
19	فرض اور واجب میں فرق	71
20	فرض یا نفل حج کے لئے بلا اجازتِ شوہر نکلنے کا حکم	75
21	حج کو کفایت کرنے والے مال سے نکاح کا حکم	76
22	ماخذ و مراجع	79

پیش لفظ

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہو گا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اِس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں اور کچھ علماء کرام کی طرف رُجوع کرتے ہیں، مناسکِ حج و عمرہ کی تربیت کے حوالے سے ہونے والی نشستوں میں شرکت کرتے ہیں پھر بھی ضرورت پڑنے پر حج میں موجود علماء یا اپنے ملک میں موجود علماء سے رابطہ کر کے مسئلہ معلو کرتے ہیں اور پھر علماء کرام میں جو مسائل حج و عمرہ کے لئے کُتُبِ فقہ خصوصاً مناسکِ حج و عمرہ کا مطالعہ کرتے ہیں وہ تو مسائل کا صحیح جواب دے پاتے ہیں اور جن کا مطالعہ نہیں ہوتا وہ اس سے عاجز ہوتے ہیں اور ایسی صورت میں بعض تو اپنے قیاس سے مسائل بتا دیتے ہیں حالانکہ مناسکِ حج و عمرہ توقیفی ہیں۔ ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے زیر اہتمام نور مسجد میٹھادر میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال باقاعدہ تربیتِ حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں اسی لئے لوگ حج و عمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے ہم نے خود بھی اپنے ادارے میں قائم دارالافتاء کی جانب رُجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کے سفرِ حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائے۔ پھر ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کے سفرِ حج میں اور کچھ کراچی میں مزید فتاویٰ تحریر ہوئے۔ اس طرح ہمارے دارالافتاء سے مناسکِ حج و عمرہ اور اس سفر میں پیش آنے والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو ہم نے علیحدہ کیا اور اُن میں سے جن کی اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں شامل کر دیا اور چھ حصے اس سے قبل شائع کئے جو ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء تک کے فتاویٰ تھے بعد

کو فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کے وجہ سے اُن میں سے کچھ فتاویٰ حصہ ہفتم میں ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء، پھر حصہ ہشتم ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں شائع کئے گئے اور پھر حصہ نہم میں ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء اور ۱۴۳۵ھ / ۲۰۱۴ء کے فتاویٰ ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء میں شائع کئے۔ اب ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۵ء کہ جس میں مفتی صاحب قبلہ کسی مجبوری کی وجہ سے حج کے لئے نہ جاسکے لیکن لوگ فون پر اور نیٹ پر ان سے یا حاجیوں کے عزیز جو کراچی میں تھے وہ بالمشافہ ان سے رابطہ کر کے مسائلِ حج معلوم کرتے رہے، آپ نے کچھ جوابات زبانی دیئے اور کچھ تحریر جوابات لکھتے رہے وہ فتاویٰ اور ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۶ء میں دورانِ حج لکھے گئے فتاویٰ کو ترتیب دیا گیا۔ اس طرح دو حصے تیار ہوئے اور دسواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ / جون ۲۰۱۷ء کو شائع ہوا اور گیارہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۳۸ھ / جولائی ۲۰۱۷ء میں ہوا۔ پھر ۲۰۱۷ء اور ۲۰۱۸ء کے سفر حج میں اور کچھ دارالافتاء النور میں مفتی صاحب نے حج وعمرہ کے بارے میں جو فتاویٰ لکھے ان کو جب ترتیب دیا گیا تو تین حصے تیار ہوئے۔

جن میں سے بارہواں حصہ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ / مئی ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا، تیرہواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ / جون ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا اور چودہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ / ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا اور پھر ۲۰۱۹ء کے سفر حج میں جو فتاویٰ تحریر ہوئے اور جو دارالافتاء النور میں مفتی صاحب نے فتاویٰ تحریر کئے انہیں جب جمع کیا گیا تو دو حصے بنے جن میں سے ایک یعنی پندرہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۴۱ھ / جون ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا اور اب سولہواں حصہ ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ / جولائی ۲۰۲۰ء پر جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۳۱۳ ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول کو فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

فقیر محمد عرفان ضیائی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

میقات

کیا مقامِ بدر سے مکہ آنے پر احرام لازم ہو گا؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ سے مقامِ بدر آئے، اور وہاں سے واپس مکہ مکرمہ آئے، تو کیا واپسی میں اُسے احرام باندھنا ہو گا یا نہیں؟ (سائل: محمد عرفان وقاری، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں اُسے احرام میں آنا ہو گا، کیونکہ مکہ مکرمہ آنے میں اُس کا گزر "جُحفہ" میقات سے ہو گا، اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والے پر میقات سے احرام واجب ہوتا ہے۔

چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: **(لمنْ أراد دخُول مَكّة أو الحَرم وإنْ كانَ لقصدِ التجَارةِ أو غَيرهَا).... (ولَم يُردْ نُسكاً) أي عنْد دخُوله فيهَا، فعندَنا يجبُ الإحرَام مطلقاً۔**[1]

یعنی، جو مکہ یا حرم میں اگرچہ تجارت یا اس کے علاوہ کسی کام کے لئے داخل ہونے کا ارادہ کرے، اور اس میں داخل ہوتے وقت اُس نے نسک کا ارادہ نہ بھی کیا ہو، پس ہمارے نزدیک مطلقاً احرام واجب ہو گا۔

اور مفتی محمد وقارالدین حنفی قادری متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں: جو بھی شخص میقات کے باہر سے مکہ میں داخلہ کا ارادہ رکھتا ہو، وہ بھی بغیر احرام کے مکہ میں نہیں جا سکتا۔[2]

۱۔ لباب المناسک و شرحہ المسلک المتقسط، باب المواقیت، فصل فی احکام مواقیت اهل الآفاق، ص ۱۱۳

۲۔ وقارالفتاویٰ، کتاب المناسک، حج و عمرہ کی فرضیّت کا بیان، ۲/ ۴۴۴

واللہ تعالیٰ اعلم

منگل،۱،رجب ۱۴۴۱ھ۔ ۲۴فروری ۲۰۲۰م

عمرہ

عورت کو مکہ پہنچتے ہی حیض آجائے تو وہ عمرہ کب کرے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت حالتِ احرام میں عمرہ کے لئے جائے اور اُسے مکہ مکرمہ پہنچتے ہی حیض آجائے تو وہ کیا کرے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں وہ انتظار کرے یہاں تک کہ ماہواری ختم ہو، پھر وہ غُسل کر کے طوافِ عمرہ کرے، کیونکہ طواف کے لئے طہارت واجب ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: **الطّھارۃ عَن الحدثِ الأکبَر والأصغَر۔**[۳]

یعنی، (طواف میں) حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاک ہونا (واجب) ہے۔

اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: **یجِب فِی الطّوافِ: الطّھَارۃ عَن الحدثَین۔**[۴]

یعنی، طواف میں حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاک ہونا واجب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

یوم الأحد، ۲۳ذوالقعدۃ، ۱۴۴۰ھ۔ ۲۷جولائی ۲۰۱۹م

۳۔ لباب المناسک وعباب المسالک، باب أنواع الأطوفۃ وأحکامھا، فصل فی واجبات الطواف، ص۱۱۳

٤۔ لب لباب المناسک فی ضمن مجموع رسائل العلامۃ الملّا علی القاری، فصل، ۴۱۵/۳

طواف

کیا طواف کے لئے حدث سے طہارت شرط ہے؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا طواف کے لئے حدث سے طہارت شرط ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں طواف کے لئے طہارت شرط نہیں ہے بلکہ واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مطلق طواف کا حکم ارشاد فرمایاہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے: وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ [5]

ترجمہ، اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔(کنز الایمان)

اس لئے طواف کے لئے طہارت کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

چنانچہ علّامہ قوام الدین محمد بن محمد بخاری کاکی حنفی متوفی ۷۴۹ھ لکھتے ہیں:

لَايجُوزُ أنْ يكُوْنَ شرطاً،لأنّ اللهَ تعَالى أمرنَا بالطّوَافِ بقَوْلِه تعَالى: [وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ]۔ [6]

یعنی، طواف کے لئے طہارت کو شرط قرار دینا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فرمان [وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ] کے ذریعے(مطلق) طواف کا حکم ارشاد فرمایاہے۔

اور طواف ایک خاص فعل ہے جو ایک خاص معنی کے لئے وضع کیاہے اور وہ ہے: خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانا۔

۵۔ الحج ۲۹/۲۲

۶۔ جامع الأسرار فی شرح المنار للنّسفی، القسم التحقیقی، ۱/۱۲۹

چنانچہ امام حافظ الدین نسفی متوفی ۷۱۰ھ: هُوَ :فِعْلٌ خَاصٌّ وُضِعَ لِمَعْنًى خَاصٍّ، وَهُوَ: الدَّوَرَانُ حَوْلَ الْبَيْتِ۔[۷]

یعنی، طواف ایک خاص فعل ہے جو خاص معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور وہ ہے بیت اللہ کے گرد چکر لگانا۔

اور شمس الائمہ امام ابو بکر محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں:

فالطواف مَوْضُوع لُغَة لِمَعْنى مَعْلُوم لَا شُبْهَة فِيهِ وَهُوَ:الدّوران حول الْبَيْت۔[۸]

یعنی، طواف لغوی اعتبار سے معلوم معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے جس میں شبہ نہیں، اور وہ ہے بیت اللہ کے گرد چکر لگانا۔

لہذا طواف کا وقوع حدث سے طہارت پر موقوف نہیں حتی کہ کتاب اللہ پر عمل کرتے ہوئے بلا طہارت بھی منعقد ہو جائے گا۔

چنانچہ علّامہ ابوالحسن علی بن محمد بزدوی حنفی متوفی ۴۸۲ھ لکھتے ہیں: فَلَا يَكُونُ وَقْفُهُ عَلَى الطَّهَارَةِ عَنْ الْحَدَثِ حَتَّى لَا يَنْعَقِدَ إلَّا بِهَا عَمَلًا بِالْكِتَابِ۔[۹]

یعنی، لہذا طواف حدث سے طہارت پر موقوف نہیں حتی کہ کتاب اللہ پر عمل کرتے ہوئے بلا طہارت بھی منعقد ہو جائے گا۔

۷۔ کشف الأسرار شرح المصنّف علی المنار، بیان الخاص، ۱/۳۱

۸۔ أصول السرخسی، باب أسماء صیغة الخطاب فی تناوله المسمیات وأحکامها، فصل فی بیان حکم الخاص، ۱/۱۲۸

۹۔ أصول فخر الإسلام البزدوی مع شرحه کشف الأسرار، باب معرفة أحکام الخصوص، ۱/۱۲۷۔۱۲۸

اور علّامہ کاکی حنفی لکھتے ہیں: فَلَا یَکُونُ وَقْفُهُ عَلَى الطَّهَارَةِ عَمَلًا بِالْكِتَابِ۔[۱۰]

یعنی، لہٰذا کتاب اللہ پر عمل کرتے ہوئے طواف کا ادا ہونا طہارت پر موقوف نہیں ہے۔

اور حدث سے پاکیزگی واجباتِ طواف میں سے ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ طواف کے واجبات کے بیان میں لکھتے ہیں: الطهارة عن الحدث الأكبر والأصغر۔[۱۱]

یعنی، طواف میں حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاک ہونا واجب ہے۔

اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: يجب في الطواف: الطهارة عن الحدثين۔[۱۲]

یعنی، طواف میں دونوں حدث سے پاک ہونا واجب ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ "واجباتِ طواف" میں لکھتے ہیں: طہارت بدن از نجاست حکمیه اعنی از حدثِ اکبر و اصغر برابرست که طواف فرض باشد یا غیر آن۔[۱۳]

یعنی، طواف کے لئے بدن کا حکمیہ نجاست سے پاک ہونا واجب ہے یعنی حدثِ اصغر و اکبر سے، خواہ فرض طواف ہو یا اس کے علاوہ۔

۱۰۔ جامع الأسرار فی شرح المنار للنّسفی، القسم التحقیقی، ۱۲۹/۱

۱۱۔ لباب المناسک وعباب المسالک، باب أنواع الأطوفة وأحکامها، فصل فی واجبات الطواف، ص۱۱۳

۱۲۔ لب لباب المناسک فی ضمن مجموع رسائل العلامة الملاّ علی القاری، فصل، ۴۱۵/۳

۱۳۔ حیاۃ القلوب، باب سیوم: در بیان طواف، واجبات طواف، ص۱۱۸

اس لئے اگر کوئی شخص بلاطہارت طواف کرلے تو اس کا طواف
اداہو جائے گا مگر کراہت تحریمی لازم آنے کی وجہ سے اس پر کفارہ لازم آئے گا۔
واللہ تعالیٰ اعلم
یوم السبت ۱۹صفر ۱۴۴۱ھ ۔ ۱۸، اکتوبر ۲۰۱۹م

سعی

سعی کے ساتھ موجود صحن سے سعی کرنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص طواف کر چکا ہے اور سعی کی جگہ جانے نہیں دے رہے، تو اگر وہ سعی کے ساتھ موجود صحن سے سعی کرلیتا ہے، تو کیا اُن کی سعی ہو جائے گی؟ برائے کرم اس کے بارے میں رہنمائی فرمائیں۔ (سائل: محمد جاوید عطاری)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُن کی سعی ادا نہیں ہو گی، کیونکہ سعی کا صفا اور مروہ کے درمیان واقع ہونا صحتِ سعی کی شرائط میں سے ہے، پس اگر کوئی اس حدود کے باہر سعی کرے گا تو اُس کی سعی معتبر نہ ہو گی۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: **(كينونته بَين الصّفاوالمَروة) أي بأن لا ينحرفَ عنهُماإلى أطرافِهما۔**[۱۴]

یعنی، سعی کا صفا اور مروہ کے درمیان ہونا شرط ہے یعنی بایں طور پر کہ سعی کرنے والا صفا ومروہ سے ان دونوں کے اطراف کی طرف منحرف نہ ہو۔

۱٤۔ لباب المناسک وشرحہ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب السعی بین الصفاوالمروۃ، فصل: فی شرائط صحۃ السعی، ص ۲۴۶

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: یکے آن که واقع باشدسعی مابین صفا و مروه پس اگرسعی کرددرخارج از حدودآنہابسوئ اطراف آنہاآن سعی معتبرنباشد۔(۱۵)

یعنی، صحتِ سعی کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ سعی صفااور مروہ کے درمیان واقع ہو پس اگر حدود سے باہر اطراف میں سعی کی، تو سعی معتبر نہ ہو گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

پیر، ۱۰رمضان ۱۴۴۱ھ۔ ۴مئی ۲۰۲۰م

رمی

کنکریاں جمرہ کے بجائے پیالے میں گر جائیں تو کیا حکم ہو گا؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی رمی کرے اور اُس کی تمام یا بعض کنکریاں جمرہ کے گرد بنی ہوئی پیالہ نُما باؤنڈری میں گر جائیں تو کیا اُس کی رمی درست ہو جائے گی اور اگر درست ہو جائے گی تو آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں ایسے شخص کی رمی درست ہو جائے گی کیونکہ کنکری یا تو لڑھک کر جمرے کو لگ جائے گی یا پھر جمرے کے قریب یعنی تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر اندر ہی رہے گی اور فقہاء کرام نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ اگر کنکریاں جمرے یا جمرے کے قریب (تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر) واقع ہوں تو رمی جائز ہو جائے گی۔

۱۵۔ حیاۃ القلوب، باب چہارم دربیانِ سعی، فصل اوّل: دربیان شرائط صحّتِ سعی، ص۱۵۷

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: وَإِن رَمَاہَا من بعید فَلم تقع الْحَصَاۃ عِنْد الْجَمْرَۃ وَلَا قَرِیبا مِنْهَا لم تجزہ وَإِن وَقعت قَرِیباً مِنْهَا أجزاہ۔[16]

یعنی، اگر کسی نے دور سے رمی کی جس کے سبب کنکری جمرے کو نہ لگی اور نہ ہی قریب واقع ہوئی تو رمی جائز نہ ہوئی اور اگر کنکری قریب واقع ہوئی تو رمی جائز ہو جائے گی۔

اور امام شمس الدین ابو بکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: فَإِنْ رَمَاهَا مِنْ بَعِيدٍ فَلَمْ تَقَعْ الْحَصَاةُ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَإِنْ وَقَعَتْ قَرِيبًا مِنْهَا أَجْزَأَهُ؛ لِأَنَّ هَذَا الْقَدْرَ مِمَّا لَا يَتَأَتَّى التَّحَرُّزُ عَنْهُ خُصُوصًا عِنْدَ كَثْرَةِ الزِّحَامِ، وَإِنْ وَقَعَتْ بَعِيدًا مِنْهَا لَمْ يُجْزِهِ؛ لِأَنَّ الرَّمْيَ قُرْبَةٌ فِي مَكَانٍ مَخْصُوصٍ فَفِي غَيْرِ ذَلِكَ الْمَكَانِ لَا يَكُونُ قُرْبَةً۔[17]

یعنی، اگر کسی نے دُور سے رمی کی جس کے سبب کنکری جمرے کو تو نہ لگی لیکن جمرے کے قریب واقع ہوئی تو رمی جائز ہو جائے گی کیونکہ اس سے بچا نہیں جاسکتا بالخصوص بھیڑ کی کثرت کے وقت اور اگر کنکری جمرے سے دُور گری تو رمی جائز نہیں ہو گی کیونکہ رمی مخصوص جگہ میں قُربت ہے پس یہ قُربت اس مخصوص جگہ کے علاوہ میں واقع نہ ہو گی۔

اور امام برہان الدین ابو المعالی محمود بن صدر الشریعہ بن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں: ینبغی أن تقع الحصاۃ عند الجمرۃ أو قریباً منها حتی لو وقعت بعیداً منها لم یجزہ۔[18]

۱۶۔ کتاب الأصل المعروف بالمبسوط، کتاب المناسک باب رمی الجمار، ۳۵۷/۲

۱۷۔ کتاب المبسوط، کتاب المناسک باب رمی الجمار، ۶۹۷/۲

۱۸۔ المحیط البرهانی، کتاب المناسک، الفصل الثالث: تعلیم أعمال الحج، ۴۰۷/۳

یعنی، مناسب یہ ہے کہ کنکری جمرے پر یا اس کے قریب گرے اور اگر کنکری جمرے سے دُور گری (یعنی جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر نہ گری) تو رمی جائز نہیں ہوگی۔

اور علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے:

یَنۡبَغِی أَنۡ تَقَعَ الۡحَصَاۃُ عِنۡدَ الۡجَمۡرَۃِ أَوۡ قَرِیبًا مِنۡهَا حَتّٰی لَوۡ وَقَعَتۡ بَعِیدًا مِنۡهَا لَمۡ یَجُزۡ کَذَا فِی الۡمُحِیطِ۔[19]

یعنی، مناسب یہ ہے کہ کنکری جمرے یا اس کے قریب لگے اور اگر کنکری جمرے سے دور لگی تو رمی جائز نہیں ہوگی۔

صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: اگر کنکری کسی شخص کی پیٹھ یا کسی اور چیز پر پڑی اور ہلکی رہ گئی تو اُس کے بدلے کی دوسری مارے اور اگر گر پڑی اور وہاں گری جہاں اُس کی جگہ ہے یعنی جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلہ کے اندر تو جائز ہوگئی۔[20]

اگر جمرات کے گرد پیالہ نما دیوار نہ ہوتی تو جمرہ کو نہ لگنے والی کنکری کے بارے میں دیکھا جاتا کہ کتنے فاصلے پر گری ہے اگر تین ہاتھ کے فاصلے پر گری ہے تو اُسے شمار کیا جاتا اور جو اس سے زیادہ فاصلہ پر گری وہ شمار نہ ہوتی۔ اب چونکہ اس کے گرد ایک پیالہ نما فصیل ہے اور وہ اس طرح بنائی گئی ہے کہ اُس میں گرنے والی ہر کنکری لڑھک کر جمرہ کو لگتی ہے اور رمی جائز ہو جاتی ہے قطع نظر اس سے کہ فصیل

۱۹۔ الفتاوی الهندیة، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج، ۱/۲۳۳۔۲۳۴

۲۰۔ بہار شریعت، حج کا بیان، باقی دنوں کی رمی، ۱/۱۱۴۷

جمرہ سے کتنے فاصلے پر ہے یہی وجہ ہے کہ فصیل اگر جمرہ سے تین ہاتھ سے زیادہ دُوری پر ہو تب بھی اس کے اندر گرنے والی کنکری سے رمی جائز ہو جائے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

یوم السبت، ۱۴ شعبان ۱۴۴۰ھ۔ ۱۹، اپریل ۲۰۱۹م

جنایات

غیر مُحرم شوہر کا اپنی مُحرمہ بیوی سے صحبت کرنے پر حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک حاجی صاحب نے اور ان کی زوجہ نے مسجد عائشہ سے احرامِ عمرہ باندھا، شوہر نے عمرہ مکمل کرنے کے بعد حلق کروالیا جبکہ ان کی بیوی کا احرام کھلنا صرف تقصیر پر موقوف تھا، اور اسی حالت میں دونوں نے ہمبستری کر لی، اب دونوں میاں بیوی کے لئے کیا حکم ہے؟

(سائل: ذاکر اشرفی، انڈیا)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں مذکور حاجی کی زوجہ پر توبہ کے ساتھ ایک دَم لازم ہے، کیونکہ طوافِ عمرہ کے چار (4) چکر بعد جماع ہونے پر دَم لازم آتا ہے۔

چنانچہ امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: **واذا جامَع بَعد مَا طافَ أربَعة أشوَاط أو أكثَر فعَليهِ شَاة ولَا تفسُد عُمرَته۔**[۲۱]

یعنی، جس نے طوافِ عمرہ کے چار (4) یا اس سے زائد چکر کے بعد جماع کیا، تو اُس پر ایک بکری لازم ہو گی، اور اُس کا عمرہ فاسد نہیں ہو گا۔

۲۱۔ الهداية، كتاب الحج، باب الجنايات، ص ۱/ ۱۹۸

شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: اگرجماع کرد در احدالسبیلین بعدازاحرام درعمرہ.....بعد ازان قبل حلق.... فاسدنگرددعمرہ ولیکن لازم آیدذبح شاۃ برابرست کہ جماع قبل سعی بین الصفاوالمروۃ باشدیابعدازان۔(۲۲)

یعنی، اگرکسی نے احرامِ عمرہ میں اس کے بعد(یعنی، اکثر طوافِ عمرہ کے بعد)دو(2)راستوں(یعنی، آگے اور پیچھے کے مقام)میں سے کسی ایک (1)مقام میں جماع کیا، تواُس کا عمرہ فاسد نہیں ہو گا، لیکن اُس پر بکری ذبح کرنالازم ہو گا، خواہ جماع صفا اور مروہ کے درمیان سعی سے پہلے کیاہویااس کے بعد۔

اور صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: عمرہ میں چار پھیرے سے قبل جماع کیا عمرہ جاتا رہا، دَم دے اور عمرہ کی قضا اور چار پھیروں کے بعد کیاتودَم دے عمرہ صحیح ہے۔(۲۳)

اور شوہر پر دَم لازم نہیں، کیونکہ عمرہ میں حلق کے بعد جماع کرنے والے پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔

چنانچہ علّامہ نظام الدین حنفی متوفی۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھاہے: وَإِنْ كَانَ بَعْدَ الْحَلْقِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ۔(۲۴)

یعنی، عمرہ کرنے والے نے حلق کے بعد جماع کیاتواُس پر کچھ لازم نہ ہو گا۔

۲۲۔ حیاۃ القلوب، باب اول دربیان احرام، فصل نہم دربیان مفسدات احرام، مسئلہ جماع دراحدالسبیلین، ص۱۰۰۔۱۰۱

۲۳۔ بہارِ شریعت، حج کا بیان، جرم اوران کے کفّارے، ۱/۱۱۷۴

۲٤۔ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع في الجماع، ۱/۲۴۵

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں: اگرجماع کردد احدالسبیلین بعد از احرام درعمرہ....بعدالطواف والحلق....لافساد ولا جزاء۔[۲۵]

یعنی، اگر کسی نے احرامِ عمرہ میں طوافِ عمرہ اور حلق کے بعد دو (2) راستوں میں سے کسی ایک (1) مقام میں جماع کیا، تو اُس کا عمرہ فاسد نہیں ہو گا اور نہ ہی اُس پر کوئی جزاء لازم ہو گی۔

لیکن اگر شوہر کو معلوم تھا کہ زوجہ نے تقصیر نہیں کروائی، پھر بھی اُس سے صحبت کی، تو شوہر اپنے اس فعل پر توبہ کرے، کیونکہ زوجہ سے ممنوعِ احرام فعل کا ارتکاب یقیناً شوہر کے تعاون پر ہوا ہے، اور گناہ پر تعاون منع ہے۔

چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے: وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ[۲۶]

ترجمہ: گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (کنزالایمان)

اس آیت کے تحت قاضی محمد ثناء اللہ حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں: یَعنِی لَا تعَاونُوا عَلى ارْتكابِ المنهياتِ وَلَا عَلى الظّلمِ لتشْفى صُدوْركمْ بِالانتِقامِ۔[۲۷]

یعنی، مراد یہ ہے کہ تم آپس میں ارتکابِ ممنوعات اور ظلم پر تعاون مت کرو، تاکہ انتقام کے ذریعے تم اپنے سینوں کو تسلّی دو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵۔ حیاۃالقلوب، باب اول دربیان احرام، فصل نہم دربیان مفسدات احرام، مسئلہ جماع دراحدالسبیلین، ص۱۰۰۔۱۰۱

۲۶۔ المآئدۃ:۵/۲

۲۷۔ تفسیرالمظھری، ۳/۴۸

ذوالحجۃ ۱۴۴۰ھ۔ ۲۰، اگست ۲۰۱۹ م

حالتِ جنابت میں کوئی بھی طواف کرنے پر لازم آنے والا کفّارہ اعادہ کر لینے پر ساقط ہو گا؟

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں کوئی بھی طواف کرنے کے بعد اپنے وطن لوٹ جائے، پھر عرصہ بعد حج یا عمرہ کرنے آئے اور جنابت کی حالت میں کیے ہوئے طواف کا حالتِ پاکی میں اعادہ کر لے، تو کیا لازم آیا ہوا کفّارہ اُس سے ساقط ہو جائے گا؟

(سائل: صوفی محمد اقبال ضیائی صاحب، مدینہ منورہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں اُس سے کفّارہ ساقط ہو جائے گا، کیونکہ فرض وغیرہ کوئی طواف جسے ناقص طور پر کرنے کے سبب کفّارہ لازم ہو جائے، اور پھر کامل طور پر اُس کا اعادہ کر لیا جائے، تو کفّارہ ساقط ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: فرض وغیرہ کوئی طواف ہو جیسے (وفی نسخۃ: جسے) ناقص طور پر کیا کہ کفارہ لازم ہوا، جب کامل اعادہ کر لیا کفارہ اتر گیا مگر بارھویں کے بعد ہونے سے جو نقصان طواف فرض کے سوا کسی پھیرے میں آیا اس کا اعادہ ناممکن، بارھویں تو گزر گئی۔ (۲۸)

لیکن اگر کسی نے حالتِ جنابت میں طوافِ زیارت کیا، اور پھر اس طواف کا حالتِ پاکی میں اعادہ ایامِ نحر کے بعد کیا، تو کامل طور پر طواف ادا ہو جانے کے سبب اُس سے کفّارہ میں بدنہ تو ساقط ہو جائے گا، البتہ تاخیر کے سبب ایک دَم لازم ہو گا۔

۲۸۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، جنایات، ۱۰/ ۷۶۱

چنانچہ علّامہ ابو بکر بن علی حنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں: إِذَا أَعَادَهُ وَقَدْ طَافَهُ جُنُبًا إِنْ أَعَادَهُ فِي أَيَّامِ النَّحْرِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَإِنْ أَعَادَهُ بَعْدَهَا لَزِمَهُ دَمٌ بِالتَّأْخِيرِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَتَسْقُطُ عَنْهُ الْبَدَنَةُ وَإِنْ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَقَدْ طَافَهُ جُنُبًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَعُودَ لِأَنَّ النَّقْصَ كَثِيرٌ وَيَعُودُ بِإِحْرَامٍ جَدِيدٍ وَإِنْ لَمْ يَعُدْ وَبَعَثَ بِبَدَنَةٍ أَوْ بِبَقَرَةٍ أَجْزَأَهُ إِلَّا أَنَّ الْأَفْضَلَ الْعَوْدُ وَإِنْ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَقَدْ طَافَهُ مُحْدِثًا إِنْ أَعَادَ فَطَافَ جَازَ وَإِنْ بَعَثَ بِالشَّاةِ فَهُوَ أَفْضَلُ لِأَنَّ النُّقْصَانَ يَسِيرٌ وَفِيهِ نَفْعٌ لِلْفُقَرَاءِ۔ (۲۹)

یعنی، اگر حالتِ جنابت میں کئے ہوئے طواف کا اعادہ ایامِ نحر میں کیا، تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہو گا، اور ایامِ نحر کے بعد کیا تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اُسے تاخیر کے سبب ایک دَم لازم ہو گا، اور اُس سے بدنہ ساقط ہو جائے گا، اور اگر کوئی حالتِ جنابت میں طواف کر کے اپنے اہل کی طرف لوٹ گیا، تو اُس پر لازم ہے کہ وہ لوٹے، کیونکہ نقص کثیر ہے، اور وہ نئے احرام کے ساتھ لوٹے گا، اور اگر وہ نہ لوٹا اور اُونٹ یا گائے کو بھیج دیا تو اُسے کافی ہے، لیکن لوٹنا افضل ہے اور اگر کوئی بے وضو طواف کر کے اپنے اہل کی طرف لوٹ گیا، پھر لوٹا اور طواف کا اعادہ کر لیا تو جائز ہے، اور اگر بکری بھیج دی تو یہ افضل ہے کیونکہ نقصان کم ہے اور دَم کی ادائیگی میں فقراء کا نفع بھی ہے۔

۲۹۔ الجوهرة النيّرة، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج، تحت قوله: والأفضل أن يعيد الطّواف... إلخ، ۱/۴۰۸۔۴۰۹

اور علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی جماعت نے لکھا ہے:

لَوْ طَافَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ شَاةٌ، وَإِنْ كَانَ جُنُبًا فَعَلَيْهِ بَدَنَةٌ وَكَذَا لَوْ طَافَ أَكْثَرَه جُنُبًا أَوْ مُحْدِثًا وَالْأَفْضَلُ أَنْ يُعِيدَ الطَّوَافَ مَا دَامَ بِمَكَّةَ وَلَا ذَبْحَ عَلَيْهِ وَالْأَصَحُّ أَنْ يُعِيدَ فِي الْحَدَثِ نَدْبًا وَفِي الْجَنَابَةِ وُجُوبًا ثُمَّ إِنْ أَعَادَهُ وَقَدْ طَافَ مُحْدِثًا لَا دَمَ عَلَيْهِ، وَإِنْ أَعَادَهُ بَعْدَ أَيَّامِ النَّحْرِ، وَإِنْ أَعَادَهُ وَقَدْ طَافَ جُنُبًا فِي أَيَّامِ النَّحْرِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَإِنْ أَعَادَهُ بَعْدَ أَيَّامِ النَّحْرِ يَجِبُ الدَّمُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِالتَّأْخِيرِ كَذَا فِي الْكَافِي وَتَسْقُطُ عَنْهُ الْبَدَنَةُ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ، وَلَوْ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَقَدْ طَافَ جُنُبًا يَجِبُ أَنْ يَعُودَ، وَيَعُودُ بِإِحْرَامٍ جَدِيدٍ، وَإِنْ لَمْ يَعُدْ وَبَعَثَ بَدَنَةً أَجْزَأَهُ إِلَّا أَنَّ الْعَوْدَ هُوَ الْأَفْضَلُ وَلَوْ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَقَدْ طَافَ مُحْدِثًا إِنْ عَادَ وَطَافَ جَازَ، وَإِنْ بَعَثَ بِالشَّاةِ فَهُوَ أَفْضَلُ كَذَا فِي التَّبْيِينِ۔ (۳۰)

یعنی، اگر کسی نے بے وضو طواف زیارت کیا تو اُس پر ایک بکری کی قربانی واجب ہو گی، اور اگر حالتِ جنابت میں طواف کیا تو اُس پر بدنہ لازم ہو گا، اور اسی طرح حکم ہے اگر کسی نے اکثر طواف بے وضو یا حالتِ جنابت میں کیا، اور افضل یہ ہے کہ وہ طواف کا اعادہ کرے جب تک مکہ مکرمہ میں ہے اور قربانی اُس پر واجب نہیں ہو گی، اور اصح یہ ہے کہ بے وضو حالت میں کیے گئے طواف کا اعادہ مستحب ہے اور حالتِ جنابت میں کیے گئے طواف کا اعادہ واجب ہے، پھر اگر اُس نے بے وضو حالت

۳۰۔ الفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس فی الطواف والسعی والرمل ورمی الجمار، ۲۴۵/۱۔۲۴۶

میں کیے گئے طواف کا اعادہ کر لیا تو اُس پر دَم لازم نہیں ہو گا، اگرچہ ایامِ نحر کے بعد اعادہ کیا ہو، اور اگر حالتِ جنابت میں کیے ہوئے طواف کا اعادہ ایامِ نحر میں کیا تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہو گا، اور حالتِ جنابت میں کیے ہوئے طواف کا اعادہ ایامِ نحر کے بعد کیا تو اُس پر امام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے نزدیک تاخیر کے سبب ایک دَم لازم ہو گا، اسی طرح "کافی" میں ہے، اور اُس سے بدنہ ساقط ہو جائے گا، اسی طرح "سراج الوهاج" میں ہے، اور اگر جنبی طواف کر کے اپنے اہل کی طرف لوٹ گیا تو اُس پر واجب ہے کہ وہ لوٹ کر طواف کا اعادہ کرے، اور وہ نئے احرام کے ساتھ لوٹے گا، اور اگر وہ نہ لوٹا اور بدنہ بھیج دیا تو اُسے کافی ہے، لیکن لوٹنا افضل ہے، اور اگر کوئی بے وضو طواف کر کے اپنے اہل کی طرف لوٹ گیا، پھر لوٹا اور طواف کا اعادہ کر لیا تو جائز ہے، اور اگر بکری بھیج دی تو یہ افضل ہے، اسی طرح "تبيين الحقائق" میں ہے۔

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں :
طوافِ فرض کُل یا اکثر یعنی چار پھیرے جنابت یا حیض و نفاس میں کیا تو بدنہ ہے اور بے وضو کیا تو دَم اور پہلی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب، اگر مکہ سے چلا گیا ہو تو واپس آکر اعادہ کرے اگرچہ میقات سے بھی آگے بڑھ گیا ہو مگر بارھویں تاریخ تک اگر کامل طور پر اعادہ کر لیا تو جرمانہ ساقط اور بارھویں کے بعد کیا تو دَم لازم، بدنہ ساقط۔ لہٰذا اگر طوافِ فرض بارھویں کے بعد کیا ہے تو دم ساقط نہ ہو گا کہ بارھویں تو گزر گئی۔ (۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم

بدھ، ۸ رجب ۱۴۴۱ھ۔ ۴ مارچ ۲۰۲۰م

۳۱۔ بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے، طواف میں غلطیاں، ۱/۱۱۷۵

حلق / تقصیر کروائے بغیر ۳۰ سے ۴۰ عمرہ کرنے کا حکم؟

الاِستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مختلف اوقات میں مدینہ منورہ سے مکہ شریف آکر عمرہ کرتا تھا اور حلق و تقصیر کیے بغیر ہی مدینہ شریف چلے آتا تھا، یہ عمل اُس نے ۳۰ سے ۴۰ بار کیا ہوگا پھر اُسے معلوم ہوا کہ احرام سے نکلنے کے لئے حلق یا تقصیر ضروری ہے، برائے کرم آپ اِس بات کی وضاحت کر دیں کہ ایسے شخص پر کیا لازم ہوگا؟

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب:۔ صورتِ مسئولہ میں مذکور شخص نے جتنی تعداد میں احرام جمع کیے ہیں، اُتنی ہی تعداد کے مطابق اُس پر دَم لازم ہوں گے، کیونکہ جس شخص کا احرامِ عمرہ سے باہر آنا حلق یا تقصیر پر موقوف ہو، اور وہ اِسی حالت میں دوسرا "احرام" باندھ لے تو اُس پر دو احرام جمع کرنے کے سبب دَم لازم ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے: **وَمَنْ فَرَغَ مِنْ عُمْرَتِهِ إِلَّا التَّقْصِيرَ فَأَحْرَمَ بِأُخْرَى فَعَلَيْهِ دَمٌ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ الْوَقْتِ؛لِأَنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ إِحْرَامَيِ الْعُمْرَةِ وَهَذَا مَكْرُوهٌ فَيَلْزَمُهُ الدَّمُ وَهُوَ دَمُ جَبْرٍ وَكَفَّارَةٍ۔**[۳۲]

یعنی، جو اپنے عمرہ سے تقصیر کے علاوہ فارغ ہو جائے، پھر وہ دوسرا احرام باندھ لے تو اس پر وقت سے پہلے احرام باندھنے کی وجہ سے دَم لازم ہوگا، کیونکہ اس نے عمرہ کے دو احراموں کو جمع کیا ہے اور یہ مکروہ ہے، پس اُس پر دَم لازم ہوگا اور یہ جبر و کفارہ کا دَم ہے۔

۳۲۔ الهداية، كتاب الحج، باب اضافة الإحرام الى الإحرام، ۱۔۲/۲۱۲

اور حلق یا تقصیر کے بغیر متعدّد "احرام" جمع کرنے کے درمیان ظاہر ہے اُس نے ممنوعاتِ احرام کا بھی ارتکاب کیا ہو گا، مثلاً: خوشبو لگائی ہو گی، سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوں گے، چہرہ یا سر چھپایا ہو گا وغیرہ، یونہی آخری بار احرام جمع کرنے کے بعد سے لے کر اب تک، لہٰذا مذکور شخص سے حلق یا تقصیر کروا لینے تک جتنے بھی جُرم سرزد ہوئے ہیں یا ہوں گے، اُتنی ہی جزائیں اُس پر لازم ہوں گی۔

چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: اگرحلق وقصرنتمودبیرون نیایداز احرام اگرچه بگذرندبروے سالہائ بسیاروہرباری که ارتکاب کندمحظورے را لازم می شودبروے بروے جزائ علیحده۔[۳۳]

یعنی، اگر کسی نے نہ حلق کیا اور نہ ہی قصر کروایا، تو احرام سے باہر نہیں نکلے گا، اگرچہ بہت زیادہ سال گزر جائیں، اور اس درمیان جب بھی وہ ممنوعِ احرام کا مرتکب ہو گا تو اُس پر علیحدہ جزا لازم ہو گی۔

اور حج اور عمرہ کے احرام سے نکلنے کے لئے حلق کے وقت میں چوتھائی سر کا حلق یا چوتھائی سر کی تقصیر شرط ہے۔

چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں: شرط خروج از احرام حج وعمره حلق رُبع سریاقصررُبع اُوست دروقت حلق۔[۳۴]

یعنی، حج اور عمرہ کے احرام سے نکلنے کے لئے حلق کے وقت میں چوتھائی سر کا حلق یا چوتھائی سر کی تقصیر شرط ہے۔

۳۳۔ حیاۃ القلوب، باب اول در بیان احرام، فصل دہم در بیان کیفیت، مسئلہ در شرط خرج از احرام، ص ۱۰۲

۳٤۔ حیاۃ القلوب، باب اول در بیان احرام، فصل دہم در بیان کیفیت، مسئلہ در شرط خرج از احرام، ص ۱۰۲

نیز عمرہ کی سعی کے بعد حلق یا تقصیر کے لئے بالاتفاق کوئی وقت خاص نہیں ہے، بخلاف جگہ کے، اور وہ سرزمینِ حرم ہے۔

چنانچہ علامہ برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر حنفی لکھتے ہیں: وَالتَّقْصِيرُ وَالْحَلْقُ فِي الْعُمْرَةِ غَيْرُ مُوَقَّتٍ بِالزَّمَانِ بِالْإِجْمَاعِ... بِخِلَافِ الْمَكَانِ؛ لِأَنَّهُ مُوَقَّتٌ بِهِ۔[۳۵]

یعنی، عمرہ میں حلق اور تقصیر زمانے کے ساتھ بالاجماع موقّت نہیں ہے.... بر خلاف مکان کے، کیونکہ حلق و تقصیر جگہ کے ساتھ موقّت ہے۔

لہٰذا مذکور شخص کو اب بھی سرزمینِ حرم میں حلق یا تقصیر کروانا لازم ہے، اور جب وہ لوٹ کر حلق / تقصیر کروالے گا یا خود ہی کرلے گا، تو اُس پر حلق یا تقصیر کے اعتبار سے کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ حلق یا تقصیر کا وقوع "حرم" میں ہو جائے گا۔

چنانچہ علامہ برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر حنفی لکھتے ہیں: فَإِنْ لَمْ يُقَصِّرْ حَتَّى رَجَعَ وَقَصَّرَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ فِي قَوْلِهِمْ جَمِيعًا مَعْنَاهُ: إِذَا خَرَجَ الْمُعْتَمِرُ ثُمَّ عَادَ؛ لِأَنَّهُ أَتَى بِهِ فِي مَكَانِهِ فَلَا يَلْزَمُهُ ضَمَانُهُ۔[۳۶]

یعنی، پھر اگر اُس نے تقصیر نہ کی تھی یہاں تک کہ لوٹ کر آگیا اور قصر کیا، تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا، تمام فقہاء کے قول کے مطابق، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جب معتمر حرم سے نکل کر پھر لوٹ آیا، کیونکہ وہ اسے اپنی جگہ میں لے آیا ہے (یعنی اُس نے تقصیر وہاں کی جہاں کرنا اس پر لازم تھا)، پس اُس پر اِس کا ضمان لازم نہیں ہوگا۔

۳۵۔ الهداية، كتاب الحج، باب الجنايات، ۱۔۲/۲۰۲

۳۶۔ الهداية، كتاب الحج، باب الجنايات، ۱۔۲/۲۰۲

اگر مکہ شریف نہیں جاسکتا تو جہاں ہے وہیں حلق یا تقصیر کرالے اس سے احرام کی پابندیاں توختم ہوجائیں گی لیکن خارج حرم حلق / تقصیر کادم دینالازم آئے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ مذکور شخص نے جتنی تعداد میں احرام جمع کیے ہیں، اُتنی ہی تعداد کے مطابق اُس پر دَم لازم ہوں گے، نیزاب بھی اُسے سرزمینِ حرم پر حلق / تقصیر کروانالازم ہے، اور حلق یا تقصیر کروالینے سے پہلے تک جتنے بھی جُرم سرزد ہوئے ہیں یاہوں گے، اُتنی ہی جزائیں بھی اُس پر لازم ہوں گی۔

اور توبہ بہر صورت کرنی ہو گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ، جمادی الاُخریٰ ۱۴۴۱ھ۔۷ فروری ۲۰۲۰م

سعی کے دو چکر کی ادائیگی کے بعد حلق کروانے کا حکم؟

الإستفتاء: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص(طوافِ عمرہ کے بعد) صفاسے مروہ گیااور مروہ سے صفا آیا، اور پھر اُس نے حلق کروا لیا، تو ایسی صورت میں اُس پر کیا کفّارہ ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں مذکور شخص اگر میقات سے باہر نہیں گیاہے، تواُس پر توبہ کے ساتھ نہ صرف بقیہ پانچ(5) پھیروں کی ادائیگی واجب ہے، بلکہ ایک دَم بھی لازم ہے، کیونکہ عمرہ میں حلق کاوجوبی وقت سعی سے فراغت کے بعد ہے۔

چنانچہ ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: **يَجِبُ أن لَا يحلّ بحَلق أو تقصِير حَتى يسْعى بينَهما۔**(۳۷)

یعنی، عمرہ کرنے والے کے لئے واجب ہوتا ہے کہ وہ حلق یا تقصیر کے ذریعے احرام سے باہر نہ آئے یہاں تک صفاومروہ کے درمیان سعی کرلے۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: ابتداء وقت واجب برائے حلق درعمرہ بعد فراغ از سعی عمرہ است۔(۳۸)

یعنی، عمرہ میں حلق کا وجوبی وقت سعی سے فراغت کے بعد ہے۔

اور اس کے خلاف کرنے پر ترکِ واجب کے سبب ایک دَم لازم آتا ہے۔

چنانچہ ملّا علی قاری لکھتے ہیں: **فإنّه لو خَالفه يجِب عَليه دَم۔**(۳۹)

یعنی، پس اگر عمرہ کرنے والا اس کی مخالفت کرے گا، تو اُس پر دَم واجب ہو گا۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں: اگر حلق کرد بعد الطواف قبل السعی لازم آید دم بروے بسبب ترک واجب۔(۴۰)

یعنی، اگر کسی نے طواف کے بعد اور سعی سے پہلے حلق کیا، تو اُس پر ترکِ واجب کے سبب دَم لازم ہو گا۔

۳۷۔ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب السعی بین الصفا والمروۃ، فصل فی شرائط صحۃ السعی، تحت قولہ: نعم، ص ۲۴۸

۳۸۔ حیاۃ القلوب، باب ہشتم در مناسک منیٰ، فصل ہشتم در بیان زمان حلق ومکان، ص ۲۰۷

۳۹۔ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب السعی بین الصفا والمروۃ، فصل فی شرائط صحۃ السعی، تحت قولہ: نعم، ص ۲۴۸

۴۰۔ حیاۃ القلوب، باب ہشتم در مناسک منیٰ، فصل ہشتم در بیان زَمان حَلق ومکان، ص ۲۰۷۔۲۰۸

لہذا مذکور شخص پر توبہ کے ساتھ ایک دَم کی ادائیگی بھی لازم ہے، اور چونکہ وہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا آچکا ہے، یوں اُس کی سعی کے دو(2) پھیرے ادا ہو چکے ہیں، کیونکہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا آنے پر دو (2) چکر شمار ہوتے ہیں، اور یہی اصح ہے۔

چنانچہ علّامہ شمس الدین ابو بکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں: ظَاهِرُ مَا قَالَهُ فِي الْكِتَابِ أَنَّ ذَهَابَهُ مِنَ الصَّفَا إِلَى الْمَرْوَةِ شَوْطٌ وَرُجُوعَهُ مِنَ الْمَرْوَةِ إِلَى الصَّفَا شَوْطٌ آخَرُ، وَإِلَيه أَشَارَ فِي قَوْلِهِ يَبْدَأُ بِالصَّفَا، وَيَخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ، وَذَكَرَ الطَّحَاوِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ يَطُوفُ بَيْنَهُمَا سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ مِنَ الصَّفَا إِلَى الصَّفَا، وَهُوَ لَا يُعْتَبَرُ رُجُوعُهُ، وَلَا يَجْعَلُ ذَلِكَ شَوْطًا آخَرَ. وَالْأَصَحُّ مَا ذُكِرَ فِي الْكِتَابِ؛ لِأَنَّ رُوَاةَ نُسُكِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّهُ طَافَ بَيْنَهُمَا سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ، وَعَلَى مَا قَالَهُ الطَّحَاوِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَصِيرُ أَرْبَعَةَ عَشَرَ شَوْطًا۔ (۴۱)

یعنی، ظاہر وہ ہے جسے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الأصل'' میں بیان فرمایا ہے کہ بے شک سعی کرنے والے کا صفا سے مروہ کی طرف جانا ایک چکر ہوتا ہے اور اُس کا مروہ سے صفا کی طرف لوٹنا دوسرا چکر ہوتا ہے، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اور وہ قول یہ ہے کہ وہ سعی کی ابتداء صفا سے کرے اور مروہ پر ختم کرے، اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے یعنی صفا سے لے کر صفا ہی تک، اس حال میں اُس کے مروہ سے صفا کی طرف لوٹنے کا اعتبار نہیں کیا ہے، اور نہ ہی وہ اِسے

۴۱۔ کتاب المبسوط للسّرخسی، کتاب المناسک، قبل باب القران، ۶۴۹/۲

دوسرا چکر قرار دیتے ہیں، اور اصح وہی ہے جو ”کتاب الأصل“ میں مذکور ہے؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے نسک کو روایت کرنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے تھے، اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کی بنیاد پر چودہ (14) چکر ہو جائیں گے۔

اور اسی کو فقہاء کرام نے ”مختار“ کہا ہے چنانچہ علّامہ سراج الدین علی بن عثمان اَوسی حنفی متوفی ۵۶۹ھ لکھتے ہیں: **والسَعی مِن الصّفَا اِلی المَروۃ شَوط ومِن المَروۃِ الی الصَّفا شَوط ھوَ المُختار۔**[42]

یعنی، سعی میں صفا سے مروہ کی طرف جانا ایک چکر ہوتا ہے اور مروہ سے صفا کی طرف آنا بھی ایک چکر ہوتا ہے، یہی مختار ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں: ذہاب از صفا بسوئ مروہ یک شوط است ورجواز مروہ بسوئ صفا شوطی دیگر کماھو ظاھر الروایۃ وھو المختار خلافاً للطحاوی کہ او ذہاب و رجوع را یک شوط۔[43]

یعنی، صفا سے مروہ کی طرف جانا ایک چکر ہوتا ہے اور مروہ سے صفا کو لوٹنا دوسرا چکر ہوتا ہے جیسا کہ یہی ظاہر الروایہ ہے اور یہی مختار ہے، بر خلاف امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے، کیونکہ اُن کے نزدیک صفا کو جا کر مروہ کی طرف لوٹنا ایک چکر ہوتا ہے۔

اور اسی کو ”صحیح“ بھی کہا گیا چنانچہ امام علاء الدین اَبی بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: **أَمَّا قَدْرُہُ فَسَبْعَۃُ أَشْوَاطٍ لِإِجْمَاعِ الْأُمَّۃِ، وَلِفِعْلِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَعُدُّ مِنْ الصَّفَا إلَی الْمَرْوَۃِ**

۴۲۔ الفتاوی السراجیۃ، کتاب الحج، باب ترتیب افعال الحج، ص ۳۳

۴۳۔ حیاۃ القلوب، باب چہارم در بیانِ سعی، فصل دویم در بیان ترتیب ادائے سعی من اولہ الی آخرہ، مسئلہ در اشواط صفا و مروہ، ص ۱۶۷

شَوْطًا، وَمِنْ الْمَرْوَةِ إِلَى الصَّفَا شَوْطًا آخَرَ, كَذَا ذَكَرَ فِي الْأَصْلِ، وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ: مِنْ الصَّفَا إِلَى الْمَرْوَةِ، وَمِنْ الْمَرْوَةِ إِلَى الصَّفَا شَوْطٌ وَاحِدٌ، وَالصَّحِيحُ مَا ذُكِرَ فِي الْأَصْلِ لِمَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «طَافَ بَيْنَهُمَا سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ»، وَلَوْ كَانَ كَمَا ذَكَرَهُ الطَّحَاوِيُّ لَكَانَ أَرْبَعَةَ عَشَرَ شَوْطًا۔(۴۴)

یعنی، اجماعِ امّت اور نبی کریم ﷺ کے مبارک عمل کے سبب سعی کے چکروں کی مقدار سات (7) ہے، اور صفا سے مروہ کی طرف جانا ایک چکر شمار ہوتا ہے، اور مروہ سے صفا کو آنا دوسرا چکر شمار ہوتا ہے، اسی طرح ''کتاب الأصل'' میں مذکور ہے، اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کو آنا ایک ہی چکر ہے، اور صحیح وہی ہے جو ''کتاب الأصل'' میں مذکور ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ ''آپ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے تھے'' اور اگر وہی ہو جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے تو یوں چودہ (14) چکر ہو جائیں گے۔

علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری لکھتے ہیں: (مِن الصّفا إلى المروةِ شوط ،وَالعَودُ مِنها إلَى الصّفا شَوط آخر)أی فِي ظاهِر الروَايَة وهوَ المُختار، خلافاً لِلطحَاوِی وبَعض الشافِعِية حَيث قَالُوا: إنّه مِن الصّفَا إلى المَروة ثمّ العَود إلَى الصّفا شَوط،وَهكَذا

۴۴۔ بدائع الصّنائع، کتاب الحج، فصل فی قدر السعی، ۸۴/۳

سَبع مَرّات ،فَيقَع البَدءُ وَالخَتم كِلاهمَا بالصّفا...وإنّما قَاسُوا عَلى شَوط الطَوافِ حَيث إنّه مِن الحَجر إلى الحَجر۔(۴۵)

یعنی ،صفا سے مروہ تک ایک چکر شمار ہوتا ہے،اور مروہ سے صفا کی طرف لوٹنا دوسرا چکر ہوتا ہے،یعنی ظاہر الروایہ کے مطابق اور یہی مختار ہے، بر خلاف امام طحاوی اور بعض شوافع رضی اللہ عنہم کے،اسی وجہ سے اُنہوں نے کہا کہ بے شک صفا سے مروہ کی طرف جاکر پھر صفا کی طرف لوٹنے پر ایک چکر ادا ہوتا ہے، اور اسی طرح ساتوں بار، پس شروع اور ختم دونوں ہی صفا پر واقع ہو گا... اور اُنہوں نے اِسے طواف کے چکروں پر قیاس کیا ہے،اس حیثیت سے کہ طواف حجرِ اسود سے لے کر حجرِ اسود تک ہوتا ہے۔

اور سعی کے دو پھیرے ادا ہونے کے بعد اب اُسے پانچ (5) چکروں کی ادائیگی واجب ہے، کیونکہ سعی کے مکمل ساتوں چکر واجب ہوتے ہیں۔

چنانچہ علّامہ زین الدین بن ابراھیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: **جَمِيعُ السَّبْعَةِ الْأَشْوَاطِ وَاجِبٌ لَا الْأَكْثَرُ فَقَطْ فَإِنَّهُمْ قَالُوا فِي بَابِ الْجِنَايَاتِ لَوْ تَرَكَ أَكْثَرَ الْأَشْوَاطِ لَزِمَهُ دَمٌ وَإِنْ تَرَكَ الْأَقَلَّ لَزِمَهُ صَدَقَةٌ فَدَلَّ عَلَى وُجُوبِ الْكُلِّ إذْ لَوْ كَانَ الْوَاجِبُ الْأَكْثَرَ لَمْ يَلْزَمْهُ فِي الْأَقَلِّ شَيْءٌ۔**(۴۶)

یعنی، سعی میں مکمل سات چکروں کی ادائیگی واجب ہیں نہ کہ اکثر کی، کیونکہ فقہاء کرام نے ''باب الجنایات'' میں بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی نے سعی کے اکثر چکر

۴۵۔ لباب المناسک وشرحه المتقسط فی المنسک المتوسط،با ب السعی بین الصفا والمروة،فصل فی شرائط صحة السعی، ص ۲۴۵

۴۶۔ البحرالرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج،باب الإحرام،تحت قوله:ثم أخرج إلى الصفا۔۔۔إلخ، ۵۸۲/۲

چھوڑے تو اُس پر ایک دَم لازم ہو گا، اور اگر اقل چکر چھوڑے تو اُس پر صدقہ لازم ہو گا، پس اس بات نے تمام چکروں کے واجب ہونے پر دلالت کیا ہے کیونکہ اگر اکثر چکر واجب ہونے کی صورت میں اقل چکر چھوڑنے پر کچھ لازم نہ آتا۔

اور حلق اُس سے سعی کو بالاتفاق ساقط نہیں کرے گا۔

چنانچہ ملّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: وَلا یَسقُط عَنہُ السَّعی اتفاقاً۔[٤٧]

یعنی، حلق اُس سے سعی کو بالاتفاق ساقط نہیں کرے گا۔

لہٰذا مذکور شخص پر سعی کے پانچ پھیروں کی ادائیگی بھی واجب ہے، لیکن اب اُس کے لئے مکمل ہی سعی کر لینا مستحب ہے، جبکہ سعی کے دو پھیرے ادا ہوئے بہت وقت ہو چکا ہو، کیونکہ سعی کے چکروں کا پے در پے ہونا سنّت ہے، اور بلا عذر اس سنّت کو چھوڑنے پر نئے سرے سے سعی کرنا مستحب ہوتا ہے جبکہ ترکِ موالات میں بہت وقت گزر چکا ہو۔

چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی اور ملّا علی قاری لکھتے ہیں: (وَالمَولاۃُ بینَ أشوَاطِہ) ھٰذا مُخالِف بظَاھرہ لما قَالہ فِی "الکَبیر": والمَوالَاۃ لیسَت بِشرط بَل ھِی مُستحَبۃ. فلَو فرّقَ السّعی تَفریقاً کَثیراً کَأن سَعی کلّ یَوم شَوطاً أو اقلّ لَم یَبطل سَعیہ ، ویَستَحب أن یَستانِفَ إن فَعلَہ بِغیرِ عُذر۔[٤٨]

یعنی، سعی کے چکروں کا پے در پے ہونا سنّت ہے، یہ بظاہر اس کے مخالف ہے جو ماتن نے "المنسک الکبیر" میں فرمایا ہے کہ سعی کے چکروں کے درمیان

٤٧۔ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب السعی بین الصفا والمروۃ، فصل فی شرائط صحۃ السعی، تحت قولہ: نعم، ص ۲۴۸

٤٨۔ لباب المناسک وشرحہ المتقسط فی المنسک المتوسط، باب السعی بین الصفا و المروۃ، فصل فی سنن السعی، ص ۲۵۴

موالات شرط نہیں بلکہ مستحب ہے، پس اگر کسی نے سعی کے چکروں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ کیا جیسے اُس نے ہر روز ایک چکر کی ادائیگی کی یا پھر اِس سے بھی کم، تو اُس کی سعی باطل نہیں ہوگی، البتہ اُس کے لئے مستحب یہ ہوگا کہ وہ نئے سرے سے سعی کرے، جبکہ یہ فعل بلا عذر کیا ہو۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں: موالاۃ میان اشواط سعی ومیان اجزاء اشواط آن پس اگر تفریق کرد سعی راچنانکه سعی کرد درہر روزے یک شوط یا کمتر ازان باطل نگرد دسعی ومستحب باشد استیناف سعی اگربغیرعذر کردہ باشد۔[۴۹]

یعنی، سعی کے چکروں کے درمیان اور چکروں کے اجزاء کے درمیان بھی موالات سنت ہے پس اگر کسی نے متفرق طور پر سعی کی جیسے ہر روز ایک چکر یا اس سے کم سعی کی، تو اُس کی سعی باطل نہیں ہوگی، البتہ نئے سرے سے سعی کرنا مستحب ہوگا، جبکہ یہ فعل بلا عذر کیا ہو۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: سعی کے ساتوں پھیرے پے در پے کرے، اگر متفرق طور پر کیے تو اعادہ کرے اور اب سے سات پھیرے کرے کہ پے در پے نہ ہونے سے سنت ترک ہوگئی، ہاں اگر سعی کرنے میں جماعت قائم ہوئی یا جنازہ آیا تو سعی چھوڑ کر نماز میں مشغول ہو، بعد نماز جہاں سے چھوڑی تھی وہیں سے پوری کرلے۔[۵۰]

اور اب اُسے سعی کے لئے حالتِ احرام میں ہونا بھی واجب نہیں، کیونکہ عمرہ کی سعی میں حلق کے بعد احرام واجب نہیں ہوتا۔

۴۹۔ حیاۃ القلوب، باب چہارم دربیانِ سعی، فصل اول دربیان شرائط، ص۱۵۹

۵۰۔ بہار شریعت، حج کا بیان، طواف وسعی صفا ومروہ وعمرہ کا بیان، ۱/۱۱۱۰

چنانچہ ملّا علی قاری لکھتے ہیں: سَعی العُمرَۃ فَلا یشُترطُ فِیه وجُودہ بَعد حَلقِہ بَل یجِب تَحقّقه قَبل حَلقِہ۔[51]

یعنی، عمرہ کی سعی میں حلق کے بعد حالتِ احرام میں ہونے کی شرط نہیں لگائی گئی، بلکہ حلق سے پہلے احرام میں ہوناواجب ہوتا ہے۔

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی لکھتے ہیں: اگرسعی عمرہ باشد پس بقاء احرام دران حال شرط نیست ولیکن واجب است۔[52]

یعنی، عمرہ کی سعی میں احرام کا باقی ہونا شرط نہیں، لیکن (حلق سے پہلے) حالتِ حرام میں ہوناواجب ضرور ہے۔

اور اگر وہ سعی کے بقیہ پانچ (۵) چکر چھوڑ کر میقات سے باہر چلا گیا ہے تو اُس پر سعی کے اکثر چھوڑنے کے سبب بھی توبہ اور ایک (۱) اور دَم لازم ہو گا، کیونکہ اکثر سعی چھوڑنے والے پر دَم لازم ہوتا ہے۔

چنانچہ علّامہ زین الدین بن ابراہیم حنفی لکھتے ہیں: قَالُوا فِي بَابِ الْجِنَايَاتِ لَوْ تَرَكَ أَكْثَرَ الْأَشْوَاطِ لَزِمَهُ دَمٌ۔[53]

یعنی، فقہاء کرام نے "باب الجنایات" میں بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی نے سعی کے اکثر چکر چھوڑے تو اُس پر ایک دَم لازم ہو گا۔

۵۱۔ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب الجنایات وأنواعها،النوع الخامس: الجنایات فی أفعال الحج،فصل فی الجنایات فی السعی ، تحت قوله :یعود بإحرام جدید، ص ۵۰۴

۵۲۔ حیاۃ القلوب، باب چہارم دربیانِ سعی، فصل اول دربیان شرائط، ص۱۵۸

۵۳۔ البحرالرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج،باب الإحرام،تحت قوله:ثم أخرج إلی الصفا۔۔إلخ، ۵۸۲/۲

خلاصہ ٔ کلام یہ ہے کہ مذکور شخص اگر میقات سے باہر نہیں گیا ہے تو اُس پر ترکِ واجب کے سبب توبہ کے ساتھ ایک دَم لازم ہے، اور نہ صرف یہی بلکہ اُس پر سعی کے بقیہ پانچ پھیروں کی ادائیگی بھی واجب ہے، لیکن اُس کے لئے مکمل سعی کر لینا ہی مستحب ہے، جبکہ سعی کے دو پھیرے ادا ہوئے بہت وقت ہو چکا ہو، اور اگر وہ سعی کے بقیہ پانچ(۵) چکر چھوڑ کر میقات سے باہر چلا گیا ہے، تو اُس پر بقیہ پانچ پھیروں کی ادائیگی واجب نہیں، البتہ سعی کے اکثر چھوڑنے کے سبب ایک(ا) دَم لازم ہو گا، اور مزید ایک دَم سعی کے دو(2) چکر بعد حلق کروانے کی وجہ سے لازم ہے، نیز ان دونوں جرائم کے سبب توبہ بھی کرنی ہو گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

جمعرات، ۲۵ جمادی الاُخری ۱۴۴۱ھ۔ ۱۹ فروری ۲۰۲۰م

محرم کا بیلٹ والی چھتری کے پہننے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مُحرم ایسی چھتری استعمال کر سکتا ہے کہ جس کے ساتھ لگی ہوئی بیلٹ سر کے چاروں طرف گھومتی ہوئی سر کو لگی رہتی ہے، واضح رہے کہ اس بیلٹ کی چوڑائی تقریباً ایک ڈیڑھ انچ ہے، اور اگر ایسی چھتری کا استعمال مُحرم کے لئے ازروئے شرع ناجائز ہے تو یہ بھی رہنمائی فرمائیں کہ پھر اسے استعمال کرنے والے مُحرم پر کیا لازم آئے گا؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں مُحرم کے لئے مذکورہ چھتری کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کے ساتھ لگی ہوئی بیلٹ کے سبب سر کا کچھ حصّہ چھپ جاتا ہے، اور مُحرم کے لئے عادت کے طریقے پر سر کو چھپانا جائز نہیں، اگرچہ وہ بعض سر کو چھپائے۔

چنانچہ امام ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

یحرم علیه....تغطیة الرأس۔(۵۴)

یعنی، مُحرم پر سر چھپانا حرام ہے۔

ملّا علی قاری حنفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: **فإن الرّجلَ ممنوع من تغطیتِهما۔**(۵۵)

یعنی، مرد کو سر اور چہرہ چھپانا ممنوع ہے۔

شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: جائز نیست مُحرم را اگرمردباشدپوشیدن تمام سریابعض آن....حرمت پوشیدن سر در حق مردمُحرم نیزوقتی باشدکه بپوشدآن را بچیزے که پوشیده شود بآن سر را بطریق عادت۔(۵۶)

یعنی، مُحرم مرد کے لیے مکمل یا بعض سر کو چھپانا (شرعاً) جائز نہیں ہے... مُحرم مرد کے حق میں چُھپانے کی حُرمت اُس وقت کہ جب وہ عادت کے طریقے پر چھپائے۔

اور آگے لکھتے ہیں: بستن خرقه بر سرور وئے پس داخل محرمات است ولازم آیدجزاء بآن اگرچه بعذر باشد یا بغیر آن... در صورت عذر آثم نباشد۔(۵۷)

۵۴۔ المسالک فی المناسک، القسم الثانی: فی بیان نسک الحج ـــ إلخ، فصل فی بیان ما یحرم علی المحرم بعد الإحرام، ۱/۳۶۵۔۳۶۶

۵۵۔ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب الجنایات وأنواعها، فصل: فی تغطیة الرأس والوجه، ص۴۳۵

۵٦۔ حیاۃ القلوب، باب اول دربیان احرام، فصل ششم دربیان محرمات احرام، ص۸۷

۵۷۔ حیاۃ القلوب، باب اول دربیان احرام، فصل ہفتم دربیان مکروہات تنزیہیہ احرام، ص۹۵

یعنی، کپڑے کے ٹکڑے سے سر اور چہرے کو باندھنا محرّمات میں داخل ہے، اور ایسا کرنے پر جزاء لازم آئے گی اگرچہ عذر سے کیا ہو یا بغیر عذر، عذر کی صورت میں ایسا کرنے والا گنہگار نہیں ہو گا۔

اور اعلی حضرت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: (مُحرم کو) سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا (حرام ہے)۔[۵۸]

لیکن اگر کسی مُحرم نے مذکورہ چھتری کا استعمال ناجائز ہونے کے باوجود کرلیا، تو ظاہر ہے کہ مذکور بیلٹ کے سبب چوتھائی سر سے کم حصّہ چھپا ہو گا، لہذا مُحرم اس چھتری کو چار پہر یا اس سے زائد لگاتار پہنے گا، تو اُس پر صدقہ لازم ہو گا، اور اس سے کم وقت پہننے کی صورت میں کفّارہ لازم ہونے کے بجائے فقط گناہ سے توبہ لازم ہو گی، کیونکہ مرد حالتِ احرام میں چوتھائی سر سے کم کو چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپائے، تو اُس پر صدقہ لازم ہوتا ہے اور چار پہر سے کم میں کفّارہ لازم نہیں ہوتا، لیکن وہ گنہگار ہوتا ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی لکھتے ہیں: مرد سارا سر یا چہارم یا مرد خواہ عورت منہ کی ٹکلی ساری یا چہارم چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپائیں تو دم ہے... اور چہارم سے کم چار پہر تک یا چار [پہر] سے کم اگرچہ سارا سر یا منہ تو صدقہ ہے اور چہارم سے کم کو چار پہر سے کم تک چھپائیں تو گناہ ہے کفارہ نہیں۔[۵۹]

اور صدرالشریعہ محمد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: مرد یا عورت نے مونھ کی ٹکلی ساری یا چہارم چھپائی یا مرد نے پورا یا چہارم سر چھپایا تو چار پہر یا زیادہ

۵۸۔ فتاوی رضویہ، کتاب الحج، جنایات، ۱۰/ ۷۳۳

۵۹۔ فتاوی رضویہ، کتاب الحج، جنایات، ۱۰/ ۷۵۸

لگاتار چھپانے میں دَم ہے اور کم میں صدقہ اور چہارم سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ ہے اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں مگر گناہ ہے۔ (٦٠)

واللہ تعالیٰ اعلم

سفر

بوڑھی عورتوں کا بلا محرم حج یا عمرہ کیلئے جانا کیسا؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ چار عورتیں مَحرم کے بغیر حج یا عمرہ کرنے جا سکتی ہیں، بشرطیکہ چاروں میں سے ہر ایک کی عمر پچاس (55) سال سے زائد ہو اگرچہ ایک دن کی راہ سے زائد کا سفر ہو، واضح رہے کہ زید کا کہنا ہے کہ مجھے یہ مسئلہ کسی "عالم دین" نے ارشاد فرمایا ہے؟ برائے کرم اس بات کی وضاحت کر دیں کہ آیا شریعت میں اس طرح کی گنجائش ہے یا نہیں؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں زید اور اُسے بتانے والے عالمِ دین کا قول درست نہیں، کیونکہ عورت کیلئے بغیر شوہر یا مَحرم ایک دن کی راہ جانا بھی جائز نہیں، خواہ عورت بوڑھی ہو یا جوان۔

چنانچہ علّامہ سیّد محمد امین ابن شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: **وَرُوِیَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ كَرَاهَةُ خُرُوجِهَا وَحْدَهَا مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَاحِدٍ، وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْفَتْوَى عَلَيْهِ لِفَسَادِ الزَّمَانِ شَرْحُ اللُّبَابِ وَيُؤَيِّدُهُ حَدِيثُ الصَّحِيحَيْنِ: لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا۔** (٦١)

٦٠۔ بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور اُن کے کفّارے کا بیان، ۱/ ۱۱۶۹

٦١۔ رد المحتار شرح الدر المختار، کتاب الحج، مطلب: فی قولہم یقدّم حق العبد علی حقّ الشّرع، تحت قولہ: فی سفر، ۳/ ۵۳۳

یعنی، شیخین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا سے تنہا عورت کے لئے ایک دن کے سفر کی کراہیت مروی ہے ،اور فسادِ زمانہ کے سبب اِسی پر فتوی دینا چاہیے (شرح لباب) اوراس کی تائید بخاری و مسلم کی اِس حدیث سے ہوتی ہے: اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت ایک دن اورایک رات (یعنی ۲۴ گھنٹے) کی مسافت کا سفر بلا محرم نہ کرے۔

امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: عورت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اُسے بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں، کہیں ایک دن کے راستہ پر بے شوہر یا محرم جائے گی تو گنہ گار ہوگی۔[٦٢]

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳٦۷ھ لکھتے ہیں: عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔[٦٣]

اور عورت بوڑھی ہو یا جوان، احناف کے نزدیک سب کے لئے یہی حکم ہے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳٦۷ھ لکھتے ہیں: عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا۔[٦٤]

واللہ تعالیٰ اعلم

یوم الاربعاء، جمادی الأولیٰ ۱۴۴۱ھ۔ ۲۱ جنوری ۲۰۲۰م

٦٢۔ فتاوی رضویہ، کتاب الحج، ۱۰/ ٦۵۷

٦٣۔ بہار شریعت، نماز مسافر کا بیان، ۱/ ۷۵۲

٦٤۔ بہار شریعت، حج کا بیان، وجوبِ ادا کے شرائط، ۱/ ۱۰۴۴

احصار

عمرہ پر پابندی لگنے کے سبب ایئرپورٹ پر موجود احرامِ عمرہ والے کیا کریں؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ احرامِ عمرہ کی حالت میں ایئرپورٹ پر موجود تھے کہ اچانک سعودی حکومت نے عمرہ پر پابندی لگادی، اور معلوم نہیں کہ یہ پابندی کتنی مدت تک برقرار رہے گی، اب احرام میں موجود لوگوں کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے، برائے کرم جواب ضرور عنایت فرمائیں؟ (سائل: محمد آصف عطاری)

باسمہ تعالی وتقدس الجواب: صورتِ مسئلہ میں جاننا چاہیے کہ جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کرسکا، اُسے مُحصَر کہتے ہیں۔[٦٥]

اور احصار ہمارے نزدیک جس طرح حج میں متحقق ہوتا ہے، اسی طرح عمرہ میں بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ قاضی ومفتی مکۂ مکرمہ امام ابو البقاء محمد بن احمد حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں: الإحصَار کمَا یَکون عَن الحجّ یکُون عَن العُمرۃِ۔[٦٦]

یعنی، احصار جس طرح حج میں متحقق ہوتا ہے، اسی طرح عمرہ میں بھی متحقق ہوتا ہے۔

اور مُحصَر کو یہ اجازت ہے کہ وہ حرم کو قربانی بھیج دے، جب قربانی ہو جائے گی، اُس کا احرام کھل جائے گا یا قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے

٦٥۔ بہار شریعت، حج کا بیان، محصر کا بیان، ص ١/ ١١٩٥

٦٦۔ البحر العمیق، الباب الخامس عشر: فی الإحصار، ٤/ ٢٠٨٧

بغیر اس کے احرام نہیں کھل سکتا، جب تک مکۂ معظمہ پہنچ کر طواف و سعی و حلق نہ کرلے، روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کی استطاعت نہ ہو، (البتہ) یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرالے کہ فلاں دن فلاں وقت قربانی ذبح ہو اور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہو گا پھر اگر اسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوا، لہذا دم دے، محصر کو احرام سے باہر آنے کے لیے حلق شرط نہیں مگر بہتر ہے۔(٦٧)

چنانچہ علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ١١٦١ھ اور علمائے ہند کی جماعت نے لکھا ہے: حُكْمُ الْإِحْصَارِ فَهُوَ أَنْ يَبْعَثَ بِالْهَدْيِ أَوْ بِثَمَنِهِ لِيَشْتَرِيَ بِهِ هَدْيًا وَيَذْبَحَ عَنْهُ وَمَا لَمْ يَذْبَحْ؛ لَا يَحِلُّ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ سَوَاءٌ شَرَطَ عِنْدَ الْإِحْرَامِ الْإِهْلَالَ بِغَيْرِ ذَبْحٍ عِنْدَ الْإِحْصَارِ أَوْ لَمْ يَشْتَرِطْ. وَيَجِبُ أَنْ يُوَاعِدَ يَوْمًا مَعْلُومًا يَذْبَحُ عَنْهُ فَيَحِلُّ بَعْدَ الذَّبْحِ وَلَا يَحِلُّ قَبْلَهُ حَتَّى لَوْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ مَحْظُورَاتِ الْإِحْرَامِ قَبْلَ ذَبْحِ الْهَدْيِ يَجِبُ عَلَيْهِ مَا يَجِبُ عَلَى الْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُحْصَرًا. وَأَمَّا الْحَلْقُ فَلَيْسَ بِشَرْطٍ لِلتَّحَلُّلِ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَإِنْ حَلَقَ فَحَسَنٌ، كَذَا فِي الْبَدَائِعِ. الْمُحْصَرُ إِذَا كَانَ لَا يَجِدُ الْهَدْيَ وَلَا ثَمَنَهُ لَا يَحِلُّ بِالصَّوْمِ عِنْدَنَا. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ إِنْ حَلَّ فِي يَوْمِ وَعْدِهِ عَلَى ظَنِّ أَنَّهُ ذَبَحَ هَدْيَهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ

٦٧۔ بہار شریعت، حج کا بیان، محصر کا بیان، ص ١/ ١١٩٦

الْيَوْمِ ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَذْبَحْهُ كَانَ مُحْرِمًا وَعَلَيْهِ دَمٌ لِإِحْلَالِهِ قَبْلَ وَقْتِهِ۔ (٦٨)

یعنی، احصار کا حکم یہ ہے کہ وہ ہدی یا اس کی قیمت حرم میں بھیج دے تا کہ وہ ہدی خرید کر مُحصَر کی جانب سے ذبح کر دے، اور جب تک وہ ذبح نہ کرے گا، مُحصَر احرام سے باہر نہیں آئے گا اور یہی اکثر علماء کا قول ہے، خواہ احرام کے وقت احصار کی صورت میں ذبح کے بغیر احرام سے باہر آنے کی شرط لگائی ہو یا نہیں، اور مُحصَر پر واجب ہے کہ وہ اُس سے معلوم دن میں اس کی جانب سے ذبح کر دینے کا وعدہ لے، پھر مُحصَر ذبح کے بعد احرام سے باہر آجائے گا اور اس سے پہلے وہ احرام سے باہر نہ ہو گا، یہاں تک کہ اگر مُحصَر نے ہدی کے ذبح ہونے سے قبل ممنوعاتِ احرام میں سے کسی کام کا ارتکاب کیا، تو اُس پر وہ واجب ہو گا جو مُحرم پر واجب ہوتا ہے جبکہ مُحصر نہ ہو، رہا حلق تو قولِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مُحصَر کے حق میں احرام سے باہر آنے کے لئے شرط نہیں ہے، اور اگر مُحصَر حلق کروا لے تو بہتر ہے، اسی طرح بدائع الصنائع میں ہے: مُحصَر جب ہدی نہ پائے اور نہ ہی ہدی کی قیمت تو وہ ہمارے نزدیک روزے سے حلال نہیں ہو گا، اسی طرح "سراج الوھّاج" میں ہے، اگر مُحصَر اُس کے وعدہ والے دن کے مطابق اس گمان پر احرام سے باہر آگیا کہ اُس نے مُحصَر کی ہدی کو معلوم دن میں اُس کی جانب سے ذبح کر چکا ہو گا، پھر مُحصَر کو معلوم ہوا کہ اُس نے ذبح نہیں کیا ہے، تو وہ مُحرِم ہی ہو گا، اور مُحصَر پر وقت سے پہلے حلال ہونے کے سبب ایک دَم لازم ہو گا۔

٦٨۔ الفتاوی الھندیة، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الإحصار، ١/٢٥٥

اور فی زمانہ موبائل کے ذریعے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ دَم کا جانور ذبح ہو گیا ہے یا نہیں اور پھر دَم ادا ہو جانے کے بعد مُحصَر ممنوعاتِ احرام میں سے کسی کام کا بھی ارتکاب کرے گا تو اُس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہو گی اور نہ ہی وہ گنہگار ہو گا۔

اور مُحصَر کے بارے میں قرآنِ کریم میں ہے: **فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَیۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡیِ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰی یَبۡلُغَ الۡهَدۡیُ مَحِلَّهٗ**.(۶۹)

ترجمہ، پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو مُیَسَّر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے (کنز الایمان)

اس آیت کے تحت علّامہ عمادالدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر شافعی متوفی ۷۷۴ھ نے لکھا ہے: ذَكَرُوا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي سَنَةِ سِتٍّ، أَيْ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ، حِينَ حَالَ الْمُشْرِكُونَ بَيْنَ رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْوُصُولِ إِلَى الْبَيْتِ، وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ سورة الْفَتْحِ بِكَمَالِهَا، وَأَنْزَلَ لَهُمْ رُخْصَةً: أَنْ يَذْبَحُوا مَا مَعَهُمْ مِنَ الْهَدْيِ وَكَانَ سَبْعِينَ بَدَنَةً، وَأَنْ يَتَحللوا من إِحْرَامِهِمْ. فَعِنْدَ ذَلِكَ أَمَرَهُمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَنْ يَحْلِقُوا رُؤُوسَهُمْ وَيَتَحَلَّلُوا. فَلَمْ يَفْعَلُوا انْتِظَارًا لِلنَّسْخِ حَتَّى خَرَجَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ، فَفَعَلَ النَّاسُ وَكَانَ مِنْهُمْ مَنْ قَصّر رَأْسَهُ وَلَمْ يَحْلِقْهُ. فَلِذَلِكَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَحِمَ اللَّهُ الْمُحَلِّقِين". قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ: "وَالْمُقَصِّرِينَ". وَقَدْ كَانُوا اشْتَرَكُوا فِي هَدْيِهِمْ ذَلِكَ، كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنة، وَكَانُوا أَلْفًا وَأَرْبَعمِائَةٍ۔(۷۰)

٦٩۔ البقرة: ١٩٦/٢

٧٠۔ تفسير القرآن العظيم، سورة البقرة، تحت الآية: ١، ١٩٦/ ٣١٠

یعنی، مفسرین نے ذکر فرمایاہے کہ یہ آیت ٦ھ میں نازل ہوئی ہے، یعنی حدیبیہ کے سال، جب نبی کریم ﷺ کے بیت اللہ کی طرف جانے کے درمیان مشرکین حائل ہو گئے تھے، اور اسی بارے میں مکمل سورۂ فتح نازل ہوئی، اور اُنہیں رُخصت ملی کہ جو اُن کے ساتھ ہدی ہے، اُسے ذبح کریں، اور وہ ستّر (٧٠) بدنہ تھے، اور ذبح کے بعد وہ اپنے احرام سے باہر آجائیں، پس اُس وقت نبی کریم ﷺ نے اُنہیں اپنے سروں کو منڈوا کر احرام سے باہر آنے کا حکم ارشاد فرمایا، پس اُنہوں نے نسخ کا انتظار کرتے ہوئے حکم پر عمل نہ کیا، یہاں تک نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے، اور اپنے سر مبارک کو منڈوایا، پھر لوگوں نے بھی سر منڈوالیا، جبکہ بعض لوگوں نے حلق کے بجائے بال کتروالئے، پس اسی پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے، لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اور بال کتروانے کے لئے، تو آپ ﷺ نے تیسری بار میں فرمایا: اور بال کتروانے والوں پر، اور ہر اُونٹ میں سات (٧) اشخاص شریک تھے، اور اُن تمام لوگوں کی تعداد چودہ سو (1400) تھی۔

اور حدیث شریف میں ہے: **مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ۔**(٧١)

یعنی، جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے تو وہ احرام کھول سکتا ہے اور آئندہ سال اُس پر حج کرنا لازم ہو گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب محصَر قربانی کا جانور ذبح کرا کے حلال ہو جائے تو اُس کے ذمہ قضاء بھی لازم ہوتی ہے، لہذا یہ لوگ اگر احرام کھولنا چاہیں تو انہیں دَم دے کر احرام کھولنا ہو گا اور ان پر اس عمرہ کی قضاء بھی لازم رہے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

٧١۔ سُنن أبي داود، كتاب المناسك، باب الإحصار، برقم: ١٨٦٢، ٢/٢٩٧

جمعہ،۳ رجب ۱۴۴۱ھ۔۲۸ فروری ۲۰۲۰م

الجواب صحیح

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتی سید شمس الحق برکاتی مصباحی

الجواب صحیح والمجیب نجیح

مفتی محمد عتیق اللہ فیضی، انڈیا

عمرہ کی ادائیگی سے روکے جانے والے مُحرم کے لئے حکم جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ مکہ مکرمہ میں احرامِ عمرہ کی حالت میں ہیں، اور حکومتِ وقت کی جانب سے اُنہیں عمرہ کی ادائیگی سے روک دیا گیا ہے، اُن کے لئے کیا حکم ہے، بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ دَم دے کر احرام سے باہر آجائیں، اور بہت سے مُحرم حضرات تو وہ ہیں کہ جن کے پاس دَم کی ادائیگی کے لئے پیسے بھی نہیں، ظاہر ہے ہر ایک کے پاس اتنے پیسے تو نہیں ہوتے ہیں، تو اُن کے لئے دَم دے کر احرام سے باہر آنا تو بہت مشکل ہو جائے گا، حالانکہ آج طواف تو کھول دیا گیا ہے، لیکن عمرہ والوں کے لئے نہیں کھولا ہے، برائے کرم آپ اس بات کی رہنمائی فرمائیں، کہ جو لوگ حالتِ احرام میں ہیں، اور اُنہیں طواف اور سعی کی ادائیگی سے روک دیا گیا ہے، اُن کے لئے ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ (سائل: C/O حضرت مولانا عبد الحبیب عطاری صاحب)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں جو لوگ حالتِ احرام میں ہیں اور اُنہیں طوافِ کعبہ سے روک دیا گیا ہے، اُن میں سے ہر ایک شرعاً مُحصَر ہے، یاد رہے کہ احصار ہمارے نزدیک جیسے حج میں متحقق ہوتا ہے، ویسے ہی عمرہ میں بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: الْإِحْصَارُ عَنْهَا يَتَحَقَّقُ عِنْدَنَا. وَقَالَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ : لَا يَتَحَقَّقُ؛ لِأَنَّهَا لَا تَتَوَقَّتُ. وَلَنَا أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَأَصْحَابَهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أُحْصِرُوا بِالْحُدَيْبِيَةِ وَكَانُوا عُمَّارًا؛ وَلِأَنَّ شَرْعَ التَّحَلُّلِ لِدَفْعِ الْحَرَجِ وَهٰذَا مَوْجُودٌ فِي إِحْرَامِ الْعُمْرَةِ۔ (۷۲)

یعنی، عمرہ میں احصار متحقق ہوتا ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عمرہ میں احصار متحقق نہیں ہوتا؛ کیونکہ عمرہ مؤقت نہیں ہے، اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مقامِ حدیبیہ میں روک دیا گیا تھا، اِس حال میں کہ وہ عمرہ کرنے والے تھے، اور اس لئے کہ احرام سے باہر آنے کا مشروع ہونا حرج کو دور کرنے کے لئے ہے، اور یہ احرامِ عمرہ میں موجود ہے۔

علّامہ ابو بکر بن علی حنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں: أَنَّ الْإِحْصَارَ مِنْهَا مُتَحَقِّقٌ وَقَالَ مَالِكٌ لَا يَتَحَقَّقُ لِأَنَّهَا لَا تَتَوَقَّتُ . لَنَا أَنَّ «النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ أُحْصِرُوا بِالْحُدَيْبِيَةِ وَكَانُوا عُمَّارًا فَحَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ بِذٰلِكَ۔ (۷۳)

یعنی، عمرہ میں احصار متحقق ہوتا ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عمرہ میں احصار متحقق نہیں ہوتا کیونکہ عمرہ مؤقت نہیں ہے، اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو مقامِ حدیبیہ میں روک دیا گیا تھا،

۷۲۔ الهداية، كتاب الحج، باب الإحصار، ۱۔۲/۲۱۴

۷۳۔ الجوهرة النيّرة، كتاب الحج ،باب الإحصار، تحت قوله: وعلى المُحصَر بالعمرة القَضاء، ۱/۴۲۱

اِس حال میں کہ وہ عمرہ کرنے والے تھے، تو نبی کریم ﷺ نے حلق فرمایا، اوراپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اسی کا حکم ارشاد فرمایا۔

اور قاضی و مفتی مکہ مکرمہ امام ابو البقاء محمد بن احمد حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں: الإحصَار کمَا یَکون عَن الحجّ یکُون عَن العُمرةِ وقالَ مَالک : لایتحقّق الإحصَار بالعُمرةِ لعَدم تحَقق الفوَات، ولنَاقوله تعَالیٰ : {فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ} [البقرة:۱۹۶]أی فإنْ أحصِرتمْ عَن إتمامِ الحجِّ والعُمرة،فعلَیکم ماتیسر مِن الهَدی۔ (۷۴)

یعنی، احصار جس طرح حج میں متحقّق ہوتا ہے، اسی طرح عمرہ میں بھی ہوتا ہے، اورامام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ عمرہ میں احصار متحقّق نہیں ہوتا کیونکہ عمرہ کا فوت ہونا متحقق نہیں ہوتا، اور ہماری دلیل باری تعالیٰ کا فرمان {پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے} [البقرة:۱۹۶] ہے، یعنی پھر اگر تمھیں حج وعمرہ کو پورا کرنے سے روک دیا جائے، تو (احرام سے نکلنے کے لئے) تم پر قربانی کا جانور لازم ہے جو تمھیں میسر آئے۔

واضح رہے، عمرہ میں احصار متحقّق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مُحرم کو طوافِ کعبہ سے روک دیا جائے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (وفِی العمرةِ)أی والإحصَارفِیها هو المنعُ (عَن الطواف) أی بَعد الإحرام(....لَا غیر) إِذ لَیس فِیها رُکن إِلّا الطّواف بخلَاف الحجّ فإنّ معظمَ أرکانه الوقوفُ۔ (۷۵)

۷٤۔ البحر العمیق، الباب الخامس عشر: فی الإحصار، ٤/۲۰۸۷

۷۵۔ لباب المناسک وشرحه المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب الإحصار، ص ۵۸۰

یعنی، عمرہ میں احصار طواف سے روک دینا ہے یعنی احرام کے بعد، یہ حکم عمرہ کے علاوہ نہیں ہے، کیونکہ عمرہ کا رُکن طواف ہی ہے بخلاف حج کے، پس بے شک حج کے ارکان میں سے بڑا رُکن وقوفِ عرفہ ہے۔

اور ملّا علی قاری لکھتے ہیں: {فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ} [البقرة:١٩٦] أَيْ حبستُم ومنعتُم عَن البيتِ والوقوفِ أو عَن الكعبةِ فِي العمرةِ من جهةِ عدُوومَرض وغيرهمَا كذهَاب النّفقةِ ومَوت المَحرمِ للمرأةِ ونحْوهمَا {فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ} [البقرة:١٩٦] أى : فعليكم إِنْ أردتُم التّحلّل ما تيسّر مِن جنسِ الهديِ الشّامِل للإبلِ والبقرَة والشّاة / بشَرط أنْ تذبحَ فِي الحَرمِ لقولِه تعَالى: {وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ} [البقرة:١٩٦]أى: وَأنتُم مّحرِمونَ {حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ} [البقرة:١٩٦] أى : مكَانه الّذِى يجِب أن ينحرَ فِيه وهو الحَرم لقوله تعالىٰ : هَدْياً بَالِغَ الْكَعْبَةِ [الْمَائِدَة:٩٥]. [٧٦]

یعنی، پھر اگر تمہیں حج میں خانۂ کعبہ اور وقوفِ عرفہ سے یا عمرہ میں فقط خانۂ کعبہ سے دشمن اور بیماری اور ان دونوں کے علاوہ کسی جہت سے روک دیا جائے، جیسے نفقہ کا چلے جانا اور عورت کے لئے مَحرم کی وفات اور ان دونوں کی مثل {تو قربانی بھیجو جو میسر آئے} [البقرۃ:١٩٦] یعنی: پھر اگر تم احرام سے باہر آنے کا ارادہ کرو، تو تُم پر لازم ہے جو تمہیں میسر آئے یعنی ہدی کی جنس سے، جو اُونٹ، اور گائے، اور بکری کو شامل ہے، اس شرط کے ساتھ کہ اُسے حرم میں ذبح کیا جائے اللہ تعالیٰ کے فرمان

٧٦۔ تفسیر الملاّ علی القاری، سورۃ البقرۃ، ١/١٧٢

{اور اپنے سر نہ منڈاؤ}[البقرۃ:۱۹۶]یعنی اس حال میں تم لوگ حالتِ احرام میں ہو {جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے}[البقرۃ:۱۹۶]یعنی:ہدی کی جگہ جس میں نحر کرناواجب ہے،اوروہ جگہ حرم ہے،اللہ تعالیٰ کے فرمان{یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی } [المائدۃ:۹۵] کیوجہ سے۔

اورحج میں احصار متحقق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مُحرم کو وقوفِ عرفہ اور طواف سے روک دیا جائے یعنی دونوں رُکنوں کی ادائیگی سے،اگرچہ مُحصَر حرم میں ہو یامکہ مکرمہ میں ہو،یہی صحیح قول ہے۔

چنانچہ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حنفی متوفی ۷۱۰ھ اور علامہ زین الدین بن ابراہیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:(قَوْلُهُ:وَمَنْ مُنِعَ بِمَكَّةَ عَنْ الرُّكْنَيْنِ فَهُوَ مُحْصَرٌ، وَإِلَّا لَا) أَيْ، وَإِنْ قَدَرَ عَلَى أَحَدِهِمَا فَلَيْسَ بِمُحْصَرٍ؛ لِأَنَّهُ إذَا مُنِعَ عَنْهُمَا فِي الْحَرَمِ فَقَدْ تَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْإِتْمَامُ فَصَارَ كَمَا إذَا أُحْصِرَ فِي الْحِلِّ، وَإِذَا قَدَرَ عَلَى الطَّوَافِ فَلِأَنَّ فَائِتَ الْحَجِّ يَتَحَلَّلُ بِهِ وَالدَّمُ بَدَلٌ عَنْهُ فِي التَّحَلُّلِ، وَأَمَّا إنْ قَدَرَ عَلَى الْوُقُوفِ فَلِمَا بَيَّنَّا. وَقَدْ قِيلَ فِي الْمَسْأَلَةِ خِلَافٌ بَيْنَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَالصَّحِيحُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ التَّفْصِيلِ كَذَا فِي النِّهَايَةِ. وَهُوَ إشَارَةٌ إلَى رَدِّ مَا فِي الْمُحِيطِ حَيْثُ جَعَلَ مَا فِي الْمُخْتَصَرِ مِنْ التَّفْصِيلِ رِوَايَةَ النَّوَادِرِ، وَأَنَّ ظَاهِرَ الرِّوَايَةِ أَنَّ الْإِحْصَارَ بِمَكَّةَ عَنْهُمَا لَيْسَ بِإِحْصَارٍ؛ لِأَنَّهُ نَادِرٌ، وَلَا عِبْرَةَ بِهِ۔[۷۷]

۷۷۔ کنز الدقائق وشرحہ البحر الرائق، کتاب الحج، باب الاحصار، ۱۰۰/۳۔۱۰۱

یعنی، جسے مکہ میں دو(2)ارکان کی ادائیگی سے روک دیا جائے، پس وہ مُحصَر ہے، اوراگر ایسانہ ہو تو نہیں، یعنی اگر وہ ان دونوں میں سے کسی ایک (1) پر قادر ہو، تو محصر نہیں ہو گا؛ کیونکہ جب وہ حرم میں دونوں ارکان کی ادائیگی سے روک دیا گیا، تو اُس پر مکمل کرنا متعذر ہو گیا، پس وہ حِل میں روکے گئے شخص کی مثل ہو گیا، اور جب وہ طواف پر قادر ہو گا تو بے شک حج کو فوت کرنے والا طواف کے ذریعے احرام سے باہر ہو گا اور دَم اُس کی جانب سے تحلّل کے حق میں بدل ہو گا، اور بہر حال اگر وہ وقوف پر قادر ہو گا، تو اس کے لئے وہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور تحقیق کہا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالی عنہما کے درمیان اختلاف ہے اور صحیح وہ ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے جیسا کہ نہایہ میں ہے، اور اس میں اشارہ ہے اُس کے رد کی طرف جو محیط میں ہے اس حیثیت سے کہ انہوں نے نوادر کی روایت کو مختصر میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور ظاہر الروایہ میں ہے کہ مکہ میں ان دونوں (یعنی وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت) سے روک دیا جانا بھی احصار نہیں کیونکہ یہ نادر ہے اور نادر کا اعتبار نہیں۔

علامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں: وَمَن احْصر فِي الحَرم أو بمكّة وَهو مَمنوْع عَن الطّواف وَالوُقوف فهو مُحرم كَما إذَا أُحْصر فِي الحِل وإن قدَر عَليها جَميعًا أو قَدر عَلى أَحَدهمَا لَيس بِمحصَرٍ فِي ظَاهِر الرِوَايةِ لِانّه اِن قدَر عَلى الوقُوفِ فقَد اَمنَ فواتَ الحجّ وإن قدَر على الطوَافِ يَصبِر حَتى يفُوتُ الحَجّ فَيتحلّل بأَفعالِ العُمرَة وَلَا دمَ عَليْه وَلَاعمرَةَ فِي القَضاءِ وقَد قِيْل إن فِي هٰذِه المَسْئلةِ خِلافاً بَينَ أَبِي حَنيْفة وَأَبِي يُوسُفَ وهُو مَا رُوِى عَنِ أَبِي يُوْسفَ إنّه قَالَ سَالتُ اَبَا

حَنِيفةَ رضِى اللّٰهُ عَنهُ عَنِ المُحرم يحْصرُ فِى الْحَرَم فقَال لَايَكونُ مُحصَرًا قُلتُ اَلمْ يحصرِ النَّبِىُ صَلّى اللّٰهُ عَليهِ وَسَلَّم وَصحَابَه بِالحُدَيبِية وَهِى مِن الحَرم فقَال نَعم لٰكِن كَانَت حِينَئِذٍ دَار الحَربِ وِاَمّا الانَ فَفى دَارُ الاِسلَامِ وَالمَنع فِيهِ عَن جَمِيع أفعَالِ الحَجّ نَادِر فَلا يعتَبرُ فَلَايتَحقّقُ الاحصَارُ فَفِى هٰذِه الرِّوَايَة لَايَكونُ مُحصَراً وَاِن كَانَ مَمنُوعاً مِنهُمَا وَقَالَ أَبِى يُوسفَ اماعِنْدِى فَالإِحصَار بِالحَرم فهُو مُتحَقّق إذا غَلب العَدوّ عَلى مَكّة حَتّى حَالَ بَينَها وَبَين البيتِ وَفِى الطَرَابلسى وَإِذَا دَخلَ مَكّة وَاحصر لَايَكونُ مُحصَراً ذَكَر الجَواب فِى الاَصل مُطلَقاً وَذكَر مُحمّد فِى النَوادر مفصّلاً فقَال إنْ كَانَ يمكِنُه الوُقُوف وَالطّواف لَم يَكن مُحصَراً وَإلّا فُهوَ مُحصَراً قَالُوا وَالصَحِيح إنّ التَفصِيل المَذكُور قَول الكُلّ وهُوَ أَنّه كَان يَقدر عَلى الوُقوفِ أوعَلى الطّوَافِ لَايَكونُ مُحصَراً أو إن لَم يَقدر عَلى وَاحدٍ مِنهُما يَكونُ مُحصَراً ذَكَره الجَصاصُ وَغَيره وصَحّحَه القدُورى وصَاحِب الهِدَايَة وَالكَافى والبَدائِع وغَيرهم قَال فِى الفَتح وَالّذِى يَظهَر مِن تَعلِيل مَنع الاِحصَار فِى الحَرم تَخصِيصه بِالعَدو وإما إن أُحصر فِيه بِغَيره فَالظّاهِر تَحقّقه عَلى قَوْلِ الكُلّ وَاللّٰهُ سُبحَانَه وَتَعَالىٰ أعْلَم۔ (۷۸)

۷۸۔ مجامع المناسک ونفع الناسک، باب الاحصار، فصل: ومن أُحصر فی الحَرم، ص ۵۱۲۔۵۱۳

یعنی، اور جسے حرم یا مکہ مکرمہ میں روک دیا گیا ہو،اور اُسے طواف اور وقوفِ عرفہ سے روک دیا گیا ہو،تو وہ شخص مُحصَر ہے،جیسا کہ جب کسی کو حِل میں روک دیا جائے تو وہ مُحصَر ہوتا ہے،اوراگر وہ طواف اور وقوفِ عرفہ پر قادر ہو یا ان دونوں میں کسی ایک پر،تو ظاہر الروایہ کے مطابق ایسا شخص مُحصَر نہیں ہو گا،کیونکہ اگر وہ شخص وقوفِ عرفہ پر قادر ہو گا،تو حج کے فوت ہونے سے امن ہو گا،اور اگر وہ طواف پر قادر ہو گا،تو وہ شخص صبر کرے یہاں تک کہ حج فوت ہو جائے ،پھر وہ افعالِ عمرہ کے ذریعے احرام سے باہر آجائے،اوراُس پر نہ تو کوئی دَم لازم ہو گا اور نہ ہی عمرہ کی قضاء،اور تحقیق کہا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف ہے اور وہ یہ ہے جو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے:انہوں نے کہا کہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے اُس مُحرِم کے بارے میں سوال کیا تھا جسے حرم میں روک دیا جائے،تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ مُحصَر نہیں ہو گا،میں نے عرض کیا:کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقامِ حدیبیہ میں نہیں روکا گیا تھا،حالانکہ حدیبیہ حرم سے ہے؟تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:جی ہاں، لیکن اُس وقت وہ دارالحرب تھا اوراب دارالاسلام میں ہے اور حَرم میں تمام افعالِ حج سے روک دینے کی صورت نادر ہے،پس نادر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا،لہذا حَرم میں احصار متحقق نہیں ہو گا،پس اِس روایت میں ہے کہ وہ مُحصَر نہیں ہو گا،اگرچہ وقوفِ عرفہ اور طواف سے روک دیا جائے،اورامام ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:رہا میرے نزدیک،پس حَرم میں احصار متحقق ہو گا،جبکہ دشمن مکہ مکرمہ پر غالب ہوں یہاں تک کہ اس کے اور بیت اللہ شریف کے درمیان حائل ہوں اور طرابلسی میں ہے:اورجب محرم مکہ میں داخل ہو، اور اُسے

روک دیا جائے تو وہ مُحصَر نہیں ہو گا، انہوں نے جواب کو اصل میں مطلقاً ذکر کیا ہے، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نوادر میں مفصّل طور پر ذکر فرمایا ہے، پس انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر اُسے وقوفِ اور طواف پر قدرت ہو، تو وہ مُحصَر نہیں ہو گا، اور اگر ایسا نہ ہو، تو وہ مُحصر ہو گا اور فقہاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا ہے: اور تمام کے قول کے مطابق مذکور تفصیل صحیح ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ وقوفِ عرفہ یا طواف پر قادر ہو، تو مُحصَر نہیں ہو گا، اور اگر وہ اِن دونوں میں سے کسی ایک پر بھی قادر نہ ہو، تو وہ مُحصَر ہو گا، اِسے امام جَصاص رازی وغیرہ نے ذکر کیا ہے، اور امام قُدوری، صاحبِ ہدایہ، صاحبِ کافی اور صاحبِ بدائع وغیرہم نے اس قول کو صحیح قرار دیا ہے اور صاحبِ فتح القدیر نے فتح القدیر میں فرمایا ہے: اور حرم میں ممانعتِ احصار کی تعلیل سے ظاہر ہوتا ہے، اُس کی تخصیص دشمن کے ساتھ ہے اور اگر وہ حرم میں دشمن کے علاوہ کے سبب روک دیا جائے، تو تمام فقہاء کے قول پر ظاہر احصار کا متحقق ہونا ہی ہے. واللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ أعلم

مذکورہ عبارات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ صحیح اور تفصیلی قول کے مطابق مکہ مکرمہ میں بھی احصار متحقق ہو سکتا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ حج میں احصار متحقق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مُحرِم دو رُکنوں کی ادائیگی سے روک دیا جائے، جبکہ عمرہ میں احصار متحقق ہونے کے لئے مُحرِم کو فقط طوافِ کعبہ سے روک دیا جانا کافی ہے، لہذا دلائل و براہین کی رو سے واضح ہوا کہ جو لوگ احرامِ عمرہ میں ہیں اور اُنہیں طوافِ کعبہ سے روک دیا گیا ہے، اُن میں سے ہر ایک شرعاً مُحصَر ہے۔

مُحصَر احرام سے باہر کیسے آئے؟

مُحصَر احرام سے باہر آنا چاہے تواِس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حرم میں دَم یعنی ایک بکرا(اِس میں نَر، مادہ، دُنبہ، بھیڑ، نیز گائے یا اُونٹ کا ساتواں حصّہ سب شامل ہیں، کمافی رفیق الحرمین) بھیج دے، جب قربانی ہو جائے گی، اُس کا احرام کھل جائے گا یا قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے، بغیر اس کے احرام نہیں کُھل سکتا، جب تک مکۂ معظمہ پہنچ کر طواف و سعی و حلق نہ کرلے، روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کی استطاعت نہ ہو، البتہ یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اُس سے ٹھہرا لے کہ فلاں دن فلاں وقت قربانی ذبح ہو اور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہو گا پھر اگر اُسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اُسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوا، لہذا دَم دے۔

چنانچہ علامہ شمس الدین ابو بکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ لکھتے ہیں:

(قَالَ)رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْأَصْلُ فِي حُكْمِ الْإِحْصَارِقَوْله تَعَالَى {وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ} [البقرة: ١٩٦] أَيْ مُنِعْتُمْ مِنْ إتْمَامِهِمَا {فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنْ الْهَدْيِ} [البقرة: ١٩٦] شَاةٍ تَبْعَثُونَهَا إلَى الْحَرَمِ لِتُذْبَحَ ثُمَّ تَحْلِقُونَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ} [البقرة: ١٩٦] فَعَلَى الْمُحْصَرِ إذَا كَانَ مُحْرِمًا بِالْحَجِّ أَنْ يَبْعَثَ بِثَمَنِ هَدْيٍ يُشْتَرَى لَهُ بِمَكَّةَ فَيُذْبَحَ عَنْهُ يَوْمَ النَّحْرِ فَيُحِلُّ عَنْ إحْرَامِهِ، وَهَذَا قَوْلُ عُلَمَائِنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ هَدْيَ الْإِحْصَارِ مُخْتَصٌّ بِالْحَرَمِ. وَعَلَى قَوْلِ الشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَخْتَصُّ بِالْحَرَمِ. وَلَكِنْ يُذْبَحُ الْهَدْيُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي

يُحْصَرُ فِيهِ، وَحُجَّتُهُ فِي ذَلِكَ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مَعَ أَصْحَابِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مُعْتَمِرًا فَأُحْصِرَ بِالْحُدَيْبِيَةِ فَذَبَحَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ بِهَا، وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعُودَ مِنْ قَابِلٍ فَيُخْلُوا لَهُ مَكَّةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِغَيْرِ سِلَاحٍ فَيَقْضِي عُمْرَتَهُ» فَإِنَّمَا «نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي أُحْصِرَ فِيهِ» ، وَلِأَنَّهُ لَوْ بَعَثَ بِالْهَدْيِ لَا يَأْمَنُ أَنْ لَا يَفِيَ الْمَبْعُوثُ عَلَى يَدِهِ أَوْ يَهْلِكَ الْهَدْيُ فِي الطَّرِيقِ، وَإِذَا ذَبَحَهُ فِي مَوْضِعِهِ يُتَيَقَّنُ بِوُصُولِ الْهَدْيِ إِلَى مَحِلِّهِ، وَخُرُوجِهِ مِنْ الْإِحْرَامِ بَعْدَ إِرَاقَةِ دَمِهِ فَكَانَ هَذَا أَوْلَى، وَحُجَّتُنَا فِي ذَلِكَ قَوْله تَعَالَى {وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ} [البقرة: ١٩٦] وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَرَمُ بِدَلِيلِ قَوْله تَعَالَى {ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ} [الحج: ٣٣] بَعْدَمَا ذَكَرَ الْهَدَايَا وَلِأَنَّ التَّحَلُّلَ بِإِرَاقَةِ دَمٍ هُوَ قُرْبَةٌ وَإِرَاقَةُ الدَّمِ لَا يَكُونُ قُرْبَةً إِلَّا فِي مَكَان مَخْصُوصٍ، وَهُوَ الْحَرَمُ أَوْ زَمَانٍ مَخْصُوصٍ، وَهُوَ أَيَّامُ النَّحْرِ فَفِي غَيْرِ ذَلِكَ الْمَكَانِ وَالزَّمَانِ لَا تَكُونُ قُرْبَةً، وَنَقِيسُ هَذَا الدَّمَ بِدَمِ الْمُتْعَةِ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ تَحَلَّلَ بِهِ عَنْ الْإِحْرَامِ، وَذَلِكَ يَخْتَصُّ بِالْحَرَمِ فَكَذَا هَذَا ، وَأَمَّا مَا رُوِيَ فَقَدْ اخْتَلَفَتْ الرِّوَايَاتُ فِي نَحْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدَايَا حِينَ أُحْصِرَ فَرُوِيَ «أَنَّهُ بَعَثَ الْهَدَايَا عَلَى يَدَيْ نَاجِيَةَ لِيَنْحَرَهَا فِي الْحَرَمِ حَتَّى قَالَ نَاجِيَةُ: مَاذَا أَصْنَعُ فِيمَا يَعْطَبُ مِنْهَا؟ قَالَ انْحَرْهَا وَاصْبُغْ نَعْلَهَا بِدَمِهَا، وَاضْرِبْ بِهَا صَفْحَةَ سَنَامِهَا، وَخَلِّ

بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ، وَلَا تَأْكُلْ أَنْتَ وَلَا رُفْقَتُكَ مِنْهَا شَيْئًا»، وَهَذِهِ الرِّوَايَةُ أَقْرَبُ إِلَى مُوَافَقَةِ الْآيَةِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ} [الفتح: ٢٥] فَأَمَّا الرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ إِنْ صَحَّتْ فَنَقُولُ: الْحُدَيْبِيَةُ مِنَ الْحَرَمِ فَإِنَّ نِصْفَهَا مِنَ الْحِلِّ وَنِصْفَهَا مِنَ الْحَرَمِ، وَمَضَارِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ فِي الْحِلِّ، وَمُصَلَّاهُ كَانَ فِي الْحَرَمِ فَإِنَّمَا سِيقَتْ الْهَدَايَا إِلَى جَانِبِ الْحَرَمِ مِنْهَا، وَنُحِرَتْ فِي الْحَرَمِ فَلَا يَكُونُ لِلْخَصْمِ فِيهِ حُجَّةٌ، وَقِيلَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَخْصُوصًا بِذَلِكَ لِأَنَّهُ مَا كَانَ يَجِدُ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ مَنْ يَبْعَثُ الْهَدَايَا عَلَى يَدِهِ إِلَى الْحَرَمِ۔ (۷۹)

یعنی، امام سرخسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حکمِ احصار میں اصل باری تعالیٰ کا فرمان **{اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو، پھر اگر روکے جاؤ}** ہے، یعنی تمہیں حج اور عمرہ کو پورا کرنے سے روک دیا جائے **{تو قربانی بھیجو جو میسر آئے}** مُحصَر احرام سے باہر آنے کے لئے جانبِ حرم ایک بکری بھیجے تاکہ وہ حرم میں ذبح کی جائے، پھر تم باری تعالیٰ کے فرمان **{اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے}** کی وجہ سے سر منڈاؤ، پس مُحصَر پر لازم ہے کہ جب وہ حج کے احرام میں ہو تو ہدی کی قیمت بھیج دے تاکہ اُس کے لئے مکہ مکرمہ میں ہدی کو خرید کر یومِ نحر میں اُس کی جانب سے ذبح کیا جائے، پھر وہ اپنے احرام سے باہر آ

۷۹۔ کتاب المبسوط للسرخسی، کتاب المناسک، باب المحصر، ۹۶/۲

جائے گا،اور یہ ہمارے علماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے، کہ دمِ احصار حرم کے ساتھ مختص ہے، جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دمِ احصار حرم کے ساتھ خاص نہیں ہے، لیکن ہدی کو اُسی جگہ میں ذبح کیا جائے گا جس میں روکا گیا ہو، اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس میں دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور اُنہیں حدیبیہ میں روک دیا گیا، تو اُنہوں نے اپنی قربانیوں کو ذبح فرمایا اور حدیبیہ ہی میں حلق بھی کروایا، اور اپنے عمرہ کو اگلے سال لوٹ کر قضاء بھی کیا، پس اُن کے لئے مکہ مکرمہ کو تین روز کے لئے بغیر ہتھیار کے خالی کیا گیا، تو اُنہوں نے اپنے عمرہ کو مکمل فرمایا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کو اُسی جگہ میں نحر فرمایا تھا جس میں روکا گیا تھا، اور یہ اس لئے تھا کہ اگر مُحصَر ہدی کو کسی کے ساتھ بھیجے تو اِس بات سے امن نہیں ہے کہ وہ اسے اپنے ہی ہاتھ سے پورا کرے یا وہ راستے ہی میں ہدی ہلاک کر دے، اور جب اُسے اُسی جگہ میں ذبح کرے گا، تو ہدی کا اپنے ٹھکانے پہنچنا یقینی ہو جائے گا، اور اُس کا احرام سے نکلنا دمِ احصار کو بہانے کے بعد ہی ہو گا تو یہ اولیٰ ہو گا، اور ہماری دلیل اس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان **{اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے}** ہے، اور ٹھکانے سے مراد حَرم ہے، اس کی دلیل باری تعالیٰ کا فرمان **{پھر اُن کا بھیجنا ہے اس آزاد گھر تک}** ہے، بعد اس کے جو ذکر کیا ہدایا کو اور اس وجہ سے کہ تحلّل خون بہانے کے ساتھ ہے اور یہ قُربت یعنی نیکی ہے اور خون بہانا قُربت واقع نہ ہو گا مگر مخصوص جگہ میں اور وہ حرم ہے یا مخصوص زمانے میں اور وہ ایامِ نحر ہیں پس اس مکان اور زمانے کے علاوہ میں قُربت واقع نہ ہو گی، اور ہم دَمِ احصار کو دَمِ تمتع پر قیاس کرتے ہیں اس حیثیت سے کہ دَمِ احصار کے ذریعے احرام سے باہر ہو گا، اور

دَمِ تمتع حرم کے ساتھ خاص ہے اسی طرح یہ بھی (یعنی دَمِ احصار) اور بہرحال جو روایت کیا گیا ہے، تو تحقیق رسول اللہ ﷺ کا ہدایا کو اُس وقت نحر فرمانے میں روایتیں مختلف ہیں جب روکے گئے، پس روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہدایا کو بھیجا کہ وہ انہیں حرم میں نحر کر دیں، حتی کہ حضرت ناجیہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں اُس کا کیا کروں جو ہدایا سے تھک جائے، فرمایا تم اُسے نحر کر دینا، اور اُس کی جوتی کو اُس کے خون میں بھگو کر اُس کے پہلو پر نشان لگا دینا، اور اُسے لوگوں کے درمیان چھوڑ دینا، اور تم اُس سے کچھ مت کھانا اور نہ ہی تمہارے ساتھی اُس سے کچھ کھائیں، اور یہ روایت موافقتِ آیت کیجانب زیادہ قریب ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **{وہ، وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجدِ حرام سے روکا اور قربانی کے جانور رُکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے }**

بہرحال دوسری روایت اگر صحیح بھی ہو تو ہم یہ کہتے ہیں کہ حدیبیہ حرم سے ہے، پس بے شک حدیبیہ کا آدھا حصہ حِل میں ہے اور آدھا حصہ حرم میں ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ کے شرکاء حِل میں تھے اور اُن کا مصلّٰی حرم میں تھا، تو ہدایا کو حِل سے جانبِ حرم لے جایا گیا، اور حرم میں نحر کیا گیا، لہٰذا مدِّ مقابل کے لئے اس میں حجّت نہیں ہے، اور کہا گیا ہے کہ بے شک یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص تھا، کیونکہ آپ ﷺ اُس وقت میں اُسے نہ پاتے تھے کہ جس کے ہاتھ ہدایا کو جانبِ حرم بھیجیں۔

علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی جماعت نے لکھا ہے:

حُكْمُ الْإِحْصَارِ فَهُوَ أَنْ يَبْعَثَ بِالْهَدْيِ أَوْ بِثَمَنِهِ لِيَشْتَرِيَ بِهِ هَدْيًا وَيَذْبَحَ عَنْهُ وَمَا لَمْ يَذْبَحْ، لَا يَحِلُّ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ سَوَاءٌ

شَرَطَ عِنْدَ الْإِحْرَامِ الْإِهْلَالَ بِغَيْرِ ذَبْحٍ عِنْدَ الْإِحْصَارِ أَوْ لَمْ يَشْتَرِطْ، وَيَجِبُ أَنْ يُوَاعِدَ يَوْمًا مَعْلُومًا يَذْبَحُ عَنْهُ فَيَحِلُّ بَعْدَ الذَّبْحِ وَلَا يَحِلُّ قَبْلَهُ حَتَّى لَوْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ مَحْظُورَاتِ الْإِحْرَامِ قَبْلَ ذَبْحِ الْهَدْيِ يَجِبُ عَلَيْهِ مَا يَجِبُ عَلَى الْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُحْصَرًا... الْمُحْصَرُ إِذَا كَانَ لَا يَجِدُ الْهَدْيَ وَلَا ثَمَنَهُ لَا يَحِلُّ بِالصَّوْمِ عِنْدَنَا، كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ إِنْ حَلَّ فِي يَوْمِ وَعْدِهِ عَلَى ظَنِّ أَنَّهُ ذَبَحَ هَدْيَهُ عَنْهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَذْبَحْهُ كَانَ مُحْرِمًا وَعَلَيْهِ دَمٌ لِإِحْلَالِهِ قَبْلَ وَقْتِهِ۔[۸۰]

یعنی، احصار کا حکم یہ ہے کہ وہ ہدی یا اس کی قیمت حرم میں بھیج دے تا کہ وہ ہدی خرید کر مُحصَر کی جانب سے ذبح کر دے، اور جب تک وہ ذبح نہ کرے گا، مُحصَر احرام سے باہر نہیں آئے گا اور یہی اکثر علماء کا قول ہے، خواہ احرام کے وقت احصار کی صورت میں ذبح کے بغیر احرام سے باہر آنے کی شرط لگائی ہو یا نہیں، اور مُحصَر پر واجب ہے کہ وہ اُس سے معلوم دن میں اس کی جانب سے ذبح کر دینے کا وعدہ لے، پھر مُحصَر ذبح کے بعد احرام سے باہر آجائے گا اور اس سے پہلے وہ احرام سے باہر نہ ہو گا، یہاں تک کہ اگر مُحصَر نے ہدی کے ذبح ہونے سے قبل ممنوعاتِ احرام میں سے کسی کام کا ارتکاب کیا، تو اُس پر وہ واجب ہو گا جو مُحرِم پر واجب ہوتا ہے جبکہ مُحصَر نہ ہو،... مُحصَر جب ہدی نہ پائے اور نہ ہی ہدی کی قیمت تو وہ ہمارے نزدیک روزے سے حلال نہیں ہو گا، اسی طرح سراج الوھّاج میں ہے، اگر مُحصَر اُس کے وعدہ والے دن

۸۰۔ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الإحصار، ۲۵۵/۱

کے مطابق اس گمان پر احرام سے باہر آگیا کہ اُس نے مُحصَر کی ہدی کو معلوم دن میں اُس کی جانب سے ذبح کر چکا ہو گا، پھر مُحصَر کو معلوم ہوا کہ اُس نے ذبح نہیں کیا ہے، تو وہ مُحرِم ہی ہو گا، اور مُحصَر پر وقت سے پہلے حلال ہونے کے سبب ایک دَم لازم ہو گا۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ١٣٦٧ھ لکھتے ہیں: مُحصَر کو یہ اجازت ہے کہ وہ حرم کو قربانی بھیج دے، جب قربانی ہو جائے گی، اُس کا احرام کھل جائے گا یا قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے بغیر اس کے احرام نہیں کھل سکتا، جب تک مکۂ معظمہ پہنچ کر طواف وسعی وحلق نہ کر لے، روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کی استطاعت نہ ہو، یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرا لے کہ فلاں دن فلاں وقت قربانی ذبح ہو اور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہو گا پھر اگر اسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوا، لہٰذا دم دے۔ (٨١)

اور فی زمانہ موبائل کے ذریعے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ دَم کا جانور ذبح ہو گیا ہے یا نہیں اور پھر دَم ادا ہو جانے کے بعد مُحصَر ممنوعاتِ احرام میں سے کسی کام کا بھی ارتکاب کرے گا تو اُس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہو گی اور نہ ہی وہ گنہگار ہو گا۔

اور جو لوگ احرام سے باہر آئیں گے، اُن میں سے ہر ایک پر حلق / تقصیر واجب ہے، کیونکہ جسے حرم میں روک دیا جائے، اُس پر حلق / تقصیر واجب ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: ذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ الرَّازِيّ أَنَّ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى إِنَّمَا لَا يَحْلِقُ الْمُحْصَرُ إِذَا أُحْصِرَ فِي

٨١۔ بہار شریعت، حج کا بیان، محصر کا بیان، ص ١/ ١١٩٦

الْحِلِّ أَمَّا إِذَا أُحْصِرَ فِي الْحَرَمِ يَحْلِقُ؛ لِأَنَّ الْحَلْقَ عِنْدَهُمَا مُؤَقَّتٌ بِالْحَرَمِ۔[۸۲]

یعنی، ابو بکر رازی نے ذکر کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُحصَر حلق نہیں کروائے گا جبکہ اسے روکا گیا ہو حِل میں بہر حال اگر حرم میں روکا گیا ہو تو وہ حلق کروائے گا کیونکہ ان دونوں کے نزدیک حلق حرم کے ساتھ موَقّت ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں: قَيَّدَهُ الْمُصَنِّفُ فِي الْكَافِي بِمَا إِذَا أُحْصِرَ فِي الْحِلِّ أَمَّا إِذَا أُحْصِرَ فِي الْحَرَمِ فَيَحْلِقُ اتِّفَاقًا۔[۸۳]

یعنی، مصنف نے کافی میں قید لگائی ہے کہ جب اُسے حِل میں روک دیا جائے، بہر حال جب اُسے حرم میں روک دیا جائے تو وہ بالاتفاق حلق کروائے گا۔

علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: إِذَا أُحْصِرَ فِي الْحَرَمِ فَعَلَيْهِ الْحَلْقُ كَذَا فِي الْمُصَفَّى۔[۸۴]

یعنی، جب اُسے حرم میں روک دیا جائے، تو اس پر حلق لازم ہے جیسا کہ مصفی میں ہے۔

اور علامہ سید محمد ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: أَمَّا فِي الْحَرَمِ فَالْحَلْقُ وَاجِبٌ. اهـ. قَالَ فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ. كَذَا جَزَمَ بِهِ فِي الْجَوْهَرَةِ وَالْكَافِي. وَحَكَاهُ الْبُرْجَنْدِيُّ عَنْ الْمُصَفَّى بِقِيلَ فَقَالَ:

۸۲۔ کتاب المبسوط، کتاب المناسک، باب الحلق، ۶۵/۲

۸۳۔ البحر الرائق، کتاب الحج، باب الإحصار، تحت قوله: لمن أحصر بعدو، ۹۷/۳

۸۴۔ غنیة ذوی الأحکام، کتاب الحج، باب الإحصار، ۲۵۸

وَقِيلَ إِنَّمَا لَا يَجِبُ الْحَلْقُ عَلَى قَوْلِهِمَا إِذَا كَانَ الْإِحْصَارُ فِي غَيْرِ الْحَرَمِ، أَمَّا فِيهِ فَعَلَيْهِ الْحَلْقُ۔[۸۵]

یعنی، بہر حال حرم میں تو حلق واجب ہے، شرنبلالیہ میں فرمایا کہ اسی طرح جوہرہ اور کافی میں اس پر جزم فرمایا ہے، اور برجندی نے اسے مصفی سے قیل کے ساتھ نقل فرمایا ہے، پس امام برجندی نے فرمایا: اور کہا گیا ہے کہ حلق واجب نہیں ہو گا اُن دونوں کے قول پر جبکہ احصار غیر حرم میں ہو، بہر حال اگر احصار حرم میں ہو تو اُس پر حلق لازم ہو گا۔

اور اُن میں سے ہر ایک حلق / تقصیر یقیناً ہَدی کے ذریعے احرام سے باہر آنے کے بعد کروائے گا، کیونکہ حالتِ احرام میں سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جُدا کرنا حرام ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: (حالتِ احرام میں) سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جُدا کرنا (حرام ہے)۔[۸۶]

اور یہ یاد رہے کہ ہدی کے ذریعے احرام سے باہر آنے والوں میں سے ہر شخص پر جب وہ چاہے، اس عمرہ کے بدلے ایک (1) عمرہ کرنا ہو گا، کیونکہ مُحصَر جب ہَدی کے ذریعے احرامِ عمرہ سے باہر آئے، تو اُس کی جگہ ایک (1) عمرہ کرنا مُحصَر پر لازم ہوتا ہے۔

چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی اور ملّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: (وإن كان) أي المُحصر (مُعتمرا فعلَيه عُمرة لَا غَير) وقضَاؤها فِي أي وَقت شَاء، لأنّه لَيس لَها وَقت مُعين۔[۸۷]

۸۵۔ ردالمحتار، کتاب الحج، باب الإحصار، تحت قوله: ولو بلا حلق وتقصير، ۸/۴

۸۶۔ فتاوی رضویہ، کتاب الحج، جنایات، ۱۰/ ۷۳۳

یعنی، اور اگر محصر نے عمرے کا ارادہ کیا تھا تو اس پر عمرہ ہو گا اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو گا اور وہ اس عمرے کی کسی بھی وقت میں قضاء کرے گا اس لئے کہ عمرہ کا کوئی وقت معین نہیں ہوتا۔

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرنا ہو گا۔(۸۸)

خلاصۂ کلام یہ کہ جو لوگ حالتِ احرام میں ہیں اور اُنہیں طوافِ کعبہ سے روک دیا گیا ہے، اُن میں سے ہر ایک شرعاً مُحصَر ہے، اور جو لوگ احرام سے باہر آنا چاہیں اُن میں سے ہر ایک پر دمِ احصار کی ادائیگی کے بعد حلق / تقصیر واجب ہے، نیز ہدی کے ذریعے احرام سے باہر آنے والوں میں سے ہر شخص پر جب وہ چاہے، اس عمرہ کے بدلے ایک (1) عمرہ بھی کرنا لازم ہو گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۷مارچ ۲۰۲۰

احرامِ حج سے باہر آنے والے مُحصر پر عمرہ لازم ہونے کی علّت

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مُحصَر قربانی بھیج کر جب حج کے احرام سے باہر ہو جائے تو اُس پر حج اور عمرہ کی قضاء لازم ہے، تو اس کی کیا وجہ ہے کہ اُس پر حج کے ساتھ عمرہ بھی لازم ہے؟

(سائل: مولانا طاہر عبد الرحیم)

=

۸۷۔ لباب المناسک وشرحہ المسلک المتقسط، باب الإحصار، فصل فی قضاء المُحصر ما أحرم بہ، ص ۶۰۲

۸۸۔ (بہارِ شریعت، حج کا بیان، محصر کا بیان، ۱/ ۱۱۹۸

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں حج کے ساتھ عمرہ اس لئے لازم ہے کہ حج کے احرام والے پر ابتداءً حج کرنا لازم ہوتا ہے اور عاجز ہونے کے وقت اُسے عمرہ لازم ہوتا ہے، لہذا جب وہ ان دونوں کو ادا نہ کرے گا، تو اُسی سال حج نہ کرنے کی صورت میں اُس پر دونوں لازم ہوں گے۔ چنانچہ علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: **أَنَّ الْمُحْرِمَ بِالْحَجِّ يَلْزَمُهُ الْحَجُّ ابْتِدَاءً، وَعِنْدَ الْعَجْزِ تَلْزَمُهُ الْعُمْرَةُ. فَإِذَا لَمْ يَأْتِ بِهِمَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُمَا كَمَا لَوْ أَحْرَمَ بِهِمَا كَمَا فِي جَامِعِ قَاضِي خَانْ. أَمَّا لَوْ حَجَّ مِنْهُ لَمْ يَجِبْ مَعَهَا عُمْرَةٌ؛ لِأَنَّهُ لَا يَكُونُ كَفَائِتِ الْحَجِّ. فَتْحٌ. وَأَيْضًا إِنَّمَا تَجِبُ عُمْرَةٌ مَعَ الْحَجِّ إِذَا حَلَّ بِالذَّبْحِ. أَمَّا إِذَا حَلَّ بِأَفْعَالِ الْعُمْرَةِ فَلَا عُمْرَةَ عَلَيْهِ فِي الْقَضَاءِ. شَرْحُ اللُّبَابِ۔** (۸۹)

یعنی، بے شک حج کے احرام والے پر ابتداء حج کرنا لازم ہوتا ہے اور عاجز ہونے کے وقت اُسے عمرہ کرنا لازم ہوتا ہے پس جب وہ ان دونوں کو نہیں کرے گا تو اُسے ان دونوں کو قضاء کرنا لازم ہو گا جیسے اگر کسی نے ان دونوں کا احرام باندھا ہو، جیسا کہ "جامع قاضی خان" میں ہے، بہر حال اگر اُسی سال اُس نے حج کر لیا تو حج کے ساتھ عمرہ واجب نہیں ہوا، کیونکہ وہ حج کو فوت کرنے والے کی طرح نہیں ہو گا "فتح القدیر" اور حج کے ساتھ عمرہ بھی واجب ہو گا جبکہ وہ ذبح کے ذریعے احرام سے باہر نکلا ہو، بہر حال جب وہ افعالِ عمرہ کے ذریعے احرام سے نکلا ہو، تو اُس پر قضاء میں عمرہ لازم نہیں ہو گا "شرح لباب" (۹۰)۔

۸۹۔ ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحج، باب الإحصار، تحت قوله: للتحلل۔۔ و۔۔ إن لم يحج من عامه، ۹/۴

۹۰۔ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب الإحصار، فصل: فی قضاء المُحصَر ما أحرم به، تحت قوله: و كذلك وجوب العمرة مع الحج۔۔۔ إلخ، ص ۲۰۲

واللہ تعالیٰ اعلم

ہفتہ، ۱۵ ارمضان ۱۴۴۱ھ۔ ۹ مئی ۲۰۲۰ء

حجِ بدل

حج بدل کرنے والا دمِ شکر کس کی جانب سے دے؟

الاِستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر حج بدل کرنے والاقِران یا تمتع پر مامور ہو تو وہ دَم شکر کس کی طرف سے ادا کرے گا؟

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں حج بدل کرنے والا "دَم شکر" اپنی طرف سے دے گا، کیونکہ "دَم شکر" دومناسک کی ادائیگی پر موقوف ہے اور فعل کی حقیقت مامور کی طرف سے ہوگی، لہذا "دَم شکر" بھی اسی پر لازم ہوگا۔

چنانچہ علّامہ برھان الدین محمود بن صدر الشریعہ بن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں: دَم نُسک وھُو دَم الْمتْعةِ والقِران، وَإنه علَى المَأمُورِ. (۹۱)

یعنی، مناسک کا دم مامور پر لازم ہوگا اور مناسک کے دَم سے مراد تمتع اور قِران کا دَم ہے۔

علّامہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ اور علّامہ عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں: (دَمُ الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ عَلَى الْمَأْمُورِ)؛ لِأَنَّهُ مَوْقُوفٌ لِأَدَاءِ النُّسُكَيْنِ وَالْمَأْمُورُ مُخْتَصٌّ بِهَذِهِ النِّعْمَةِ؛ لِأَنَّ حَقِيقَةَ الْفِعْلِ مِنْهُ وَإِنْ كَانَ الْحَجُّ يَقَعُ عَلَى الْآمِرِ؛ لِأَنَّهُ وُقُوعٌ شَرْعِيٌّ وَوُجُوبُ دَمِ الشُّكْرِ سَبَبٌ عَنْ الْفِعْلِ الْحَقِيقِيِّ الصَّادِرِ عَنْ الْمَأْمُورِ۔ (۹۲)

۹۱۔ المحیط البرھانی، کتاب المناسک، الفصل الخامس عشر: فی الرجل یحج، ۳/۴۷۲

۹۲۔ ملتقی الأبحر وشرحہ مجمع الأنھر، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ۳/۱۴

یعنی، تمتع اور قِران کا دَم مامور پر لازم ہے، کیونکہ ''دَم شکر'' دو مناسک کی ادائیگی پر موقوف ہے اور مامور اِس نعمت کے ساتھ مختص ہے، کیونکہ فعل کی حقیقت اُسی کی طرف سے ہے اگرچہ حج آمر یعنی حکم دینے والے کی طرف سے واقع ہو گا اس لئے کہ یہ تو شرعاً واقع ہونا ہے، اور ''دَم شکر'' کا وجوب مامور سے حقیقتِ فعل صادر ہونے کے سبب ہے۔

علاّمہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (جميعُ الدّمَاءِ المُتعلقةِ بالحجِ) أي بنفسه كدمِ شُكُر (والإحرامِ) أي بارتِكاب محظُور فيه.... (على المأمورِ) أي اتفاقاً، لأنّ الشكرَ له والجبرَ منحصرٌ عليه (إلا دمَ الإحصارِ خَاصة، فإنه في مالِ الآمرِ) على ما ذكرَه القُدوري وغيُره من غير خلافٍ، وفي بعض نسخ "الجامع الصغير": أن دم الإحصار على الحاجّ المأمورِ عنُد أبي يوُسف، وعنُد أبِي حنيفةَ ومحمّد عَلى الآمرِ، وكذا ذكرَه قاضِيخان في "شرح الجامع". (حتى لو أمرَه بالقرانِ أو التمتعِ فالدم عَلى المامُورِ) أي في مالِ نفسِه۔[۹۳]

یعنی، حج سے تعلق رکھنے والے تمام دَم بالاتفاق مامور پر لازم ہوں گے، یعنی اپنے نفس کے سبب لازم آنے والا جیسے دَم شکر اور احرام کا دَم یعنی احرام میں ارتکابِ ممنوع کے سبب، کیونکہ شُکر اُسی کے لئے ہے اور دَمِ جبر اُسی پر منحصر ہے، مگر خاص طور پر دمِ احصار، کیونکہ دمِ احصار آمر کے مال میں سے ہے، اِس بنیاد پر کہ اسے امام قدوری وغیرہ نے اختلاف کے بغیر ذکر کیا ہے، اور "جامع صغیر" کے بعض

۹۳۔ لباب المناسک وشرحه المسلک المتقسط فی المنسک المتوسّط، باب الحج عن الغیر، فصل: جمیع الدماء علی المأمور إلا دم الإحصار، ص۶۵۰

نسخوں میں ہے: امام ابو یوسف کے نزدیک دمِ احصار مامور حاجی پر لازم ہو گا، اور طرفین کے نزدیک حکم دینے والے پر لازم ہو گا، اور اسی طرح امام قاضیخان نے اسے "شرح جامع" میں ذکر کیا ہے، حتی کہ اگر اُس نے حج بدل کرنے والے کو قران یا تمتع کا حکم دیا تو "دَم شکر" مامور پر لازم ہو گا یعنی مامور کے اپنے مال میں۔

اور علاّمہ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی حنفی ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ م لکھتے ہیں: دم شکر جو اس کے اوپر اس صورتِ مذکورہ میں بسبب قران کرنے کے یا تمتّع کرنے کے لازم ہو گا تو وہ حج بدل کرنے والا اپنے ہی مال سے کرے گا، آمر کے مال سے نہیں؛ کیوں کہ حقیقتِ فعل تو اسی کی طرف سے ہے اگرچہ آمر ہی طرف سے اس صورت میں حج واقع ہو جاتا ہے اس لئے کہ یہ توقوعِ شرعی ہے، نہ حقیقی۔ (۹۴)

اور دمِ شکر جب مامور پر لازم ہے، تو وہ اِسے اپنی طرف سے ہی ادا کرے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

بدھ، ۲۷ ذوالقعدۃ، ۱۴۴۰ھ۔ ۳۰ جولائی ۲۰۱۹ م

اجنبی کا میت کی طرف سے حج ادا کرنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص پر حج فرض تھا اور وہ حج ادا کئے بغیر فوت ہو گیا تو کسی اجنبی شخص نے اپنے خرچ پر اُس کی طرف سے حج بدل ادا کیا جبکہ مرنے والے نے وصیت نہیں کی تھی تو کیا اُس پر سے فرض ساقط ہو گا یا نہیں؟

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اگر اجنبی نے مرنے والے کی وصیت کے بغیر از خود اپنے خرچ پر مرنے والے کی طرف سے حج بدل کیا تو مرنے والا کا

۹۴۔ نهاية الأمل في بيان مسائل الحجّ البدَل، تیرہویں شرط، ص ۴۰۔۴۱

حج بدل ادانہ ہوگا کیونکہ حج بدل کے لئے حکم شرط ہے۔ چنانچہ علامہ محمد بن عبد اللہ تمر تاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

(وَبِشَرْطِ الْأَمْرِ بِهِ) أَيْ بِالْحَجِّ عَنْهُ۔(۹۵)

یعنی، حج بدل درست ہونے کے لئے محجوج عنہ کی جانب سے حکم ہونا شرط ہے (مگر جبکہ وارث اپنے مورث کی طرف سے حج کرے یا کرائے)۔

اس لئے غیر کا حج اُس کی اجازت کے بغیر ادا نہیں ہوگا مگر جبکہ وارث اپنے مورث کی طرف سے حج کرے یا کرائے۔ چنانچہ علامہ تمر تاشی حنفی اور علامہ حصکفی حنفی لکھتے ہیں: (فَلَا يَجُوزُ حَجُّ الْغَيْرِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلَّا إِذَا حَجَّ) أَوْ أَحَجَّ (الْوَارِثُ عَنْ مُوَرِّثِهِ) لِوُجُودِ الْأَمْرِ دَلَالَةً۔(۹۶)

یعنی، پس غیر کا اُس کی اجازت کے بغیر حج ادا نہیں ہوگا مگر جبکہ وارث اپنے مورث کی طرف سے حج کرے یا کروائے، دلالۃ حکم کے پائے جانے کی وجہ سے۔

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی جماعت نے لکھا ہے: (وَمِنْهَا) الْأَمْرُ بِالْحَجِّ فَلَا يَجُوزُ حَجُّ الْغَيْرِ عَنْهُ بِغَيْرِ أَمْرِهِ إِلَّا الْوَارِثُ يَحُجُّ عَنْ مُوَرِّثِهِ بِغَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُجْزِيهِ۔(۹۷)

یعنی، حج بدل کے جواز کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ حج کرنے کا حکم ہو، پس غیر کا حج بغیر اُس کے حکم کے اُس کی طرف سے ادا نہیں ہوگا، مگر یہ کہ وارث اپنے

۹۵۔ تنویر الأبصار و شرحہ الدرّ المختار، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ص ۱۷۳

۹۶۔ تنویر الأبصار و شرحہ الدرّ المختار، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ص ۱۷۳

۹۷۔ الفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ۲۵۷/۱

مورث کی جانب سے اُس کے حکم کے بغیر حج کرے تو مورث کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا۔

اور امام اہلسنت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: یہ حج بامر محجوج عنہ ہو بلا اجازت دوسرے کی طرف سے حج کافی نہ ہو گا مگر جبکہ وارث اپنے مورث کی طرف سے حج کرے یا کرائے لقیامہ مقامہ خلافۃ۔[۹۸]

لہذا یہ حج اُس کی طرف سے ہو گا جس نے حج کیا ہے نہ کہ مرنے والے کی طرف سے۔ چنانچہ علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

لَا يَقَعُ مُجْزِئًا عَنْ حَجَّةِ الْأَصْلِ بَلْ يَقَعُ عَنْ النَّائِبِ ، فَلَهُ جَعْلُ ثَوَابِهِ لِلْأَصْلِ۔[۹۹]

یعنی، اصل کی طرف سے حج کفایت کرنے والا واقع نہ ہو گا بلکہ وہ حج نائب کی طرف سے واقع ہو گا، پس نائب کے لئے جائز ہے کہ وہ اس حج کا ثواب اصل کے لئے کر دے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

ہفتہ، ۸ رمضان ۱۴۴۱ھ۔ ۲ مئی ۲۰۲۰م

۹۸۔ فتاوی رضویہ، حج بدل، ۱۰/ ۶۶۰

۹۹۔ رد المحتار، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب: فی الفرق بین العبادۃ والقربۃ والطاعۃ، تحت قولہ: فلا یجوز، ۴/ ۱۹

متفرق

نمازِ طواف بھول کر مدینہ منورہ میں ادا کرنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے طواف کیا اور مکروہ وقت ہونے کی وجہ سے اُس نے نمازِ طواف ادا نہ کی پھر وہ بھول گیا یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ کر اُسے یاد آیا، تو اُس نے نمازِ طواف ادا کرلی تو اب اُس پر کچھ لازم آئے گا یا نہیں؟

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُس پر کچھ لازم نہیں، کیونکہ نمازِ طواف حرم کے علاوہ میں پڑھنا جائز ہے، لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔ چنانچہ علامہ علاء الدین علی بن بلبان فارسی حنفی متوفی ۷۳۹ھ لکھتے ہیں: **إِنْ صَلَّى فِي غَيْرِ الْمَسْجِدِ جَازَ، ولا يَخْتَصُّ بِمَكَانٍ۔**

یعنی، اگر کسی نے مسجدِ حرام کے علاوہ میں نمازِ طواف ادا کرلی تو یہ جائز ہے، اور نمازِ طواف کی ادائیگی کسی جگہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔[۱۰۰]

امام ابو بکر بن علی حدادی حنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں: **إِنْ صَلَّاهُمَا فِي غَيْرِ الْمَسْجِدِ، أَوْ فِي غَيْرِ مَكَّةَ جَازَ؛ لِأَنَّهُ رُوِيَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَسِيَهُمَا وَصَلَّاهُمَا بِذِي طُوى ذَكَرَهُ فِي الْكَرْخِيِّ۔**[۱۰۱]

یعنی، اگر کسی نے نمازِ طواف کو مسجدِ حرام یا مکہ مکرمہ کے علاوہ میں ادا کیا، تو یہ جائز ہے کیونکہ روایت کیا گیا ہے: بے شک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان

۱۰۰۔ عمدۃ السالک، الباب العاشر: فی الإحرام وکیفیته، فصل فی الطواف، ص۳۲۶

۱۰۱۔ الجوهرة النیرة شرح مختصر القدوری، کتاب الحج، مطلب فی طواف القدوم، تحت قوله: أو حیث تیسّر من المسجد، ۱/۳۷۲

نمازِ طواف کی دو رکعتوں کو پڑھنا بھول گئے، اور ان دو رکعتوں کو "ذی طوی" میں ادا کیا، انہوں نے اسے "کرخی" میں ذکر کیا ہے۔

علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: لَوْ صلّاها خارِجَ الحَرَمِ ولو بعد الرجوعِ إلى وَطنِه: جَازَ ويُكره۔(۱۰۲)

یعنی، اگر نمازِ طواف کو حدودِ حرم کے باہر ادا کیا، اگرچہ اپنے وطن لوٹ کر تو یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

اور یہاں کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔ چنانچہ ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اس کے تحت لکھتے ہیں: أي كراهةَ تنزيه لتركِه الاستِحبَاب كمَا سَيأتِي۔(۱۰۳)

یعنی، ترکِ مستحب کی وجہ سے کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۷ ذوالقعدۃ ۱۴۴۰ھ۔ ۳۰ جولائی ۲۰۱۹م

فرض اور واجب میں فرق

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ حج میں کچھ کام کرنے ضروری ہیں جیسے طوافِ زیارت، سعی، وقوفِ عرفات، رمی وغیرہ اور علمائے کرام کچھ کو فرض بتاتے ہیں اور کچھ کو واجب، تو پوچھنا یہ ہے کہ فرض اور واجب میں کیا فرق ہے؟ (سائل: عبد اللہ، عامر ٹریولز، مکہ مکرمہ)

۱۰۲۔ لباب المناسک وعباب المناسک، ، باب أنواع الأطوفة وأحكامها ، فصل في ركعتي الطواف، ص۱۱٤۔۱۱۵

۱۰۳۔ المسلک المتقسط في المنسک المتوسط شرح لباب المناسک ، باب أنواع الأطوفة وأحكامها ، فصل في ركعتي الطواف وأحكامهما ،تحت قوله : ولو صلاّها خارِجَ الحَرَمِ ولو بعد الرجوعِ إلى وَطنِه: جَازَ ويُكره، ص۲۱۹

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں جاننا چاہیے کہ فرض اور واجب دونوں کی ادائیگی لازم ہے، مگر دونوں کے ثبوت اور حکم میں فرق ہے، چنانچہ فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کا منکر کافر، اور بلا عذر صحیح ایک بار بھی چھوڑنے والا فاسق مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے جیسے وقوفِ عرفہ، اور واجب وہ ہے کہ جس کی ضرورت دلیل ظنی سے ثابت ہو، اس کا منکر گمراہ و بے دین ہے اور ایک بار بھی قصداً چھوڑنے والا گناہ صغیرہ اور چند بار چھوڑنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، جیسے سعی، رمی، قربانی، حلق وغیرہ۔ چنانچہ امام سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی شافعی متوفی ۷۹۲ھ لکھتے ہیں: **أَنَّ الْفَرْضَ مَا ثَبَتَ بِدَلِيلٍ قَطْعِيٍّ، وَالْوَاجِبَ بِدَلِيلٍ ظَنِّيٍّ لَا قَطْعِيٍّ۔**

یعنی، بے شک فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، اور واجب وہ ہے جو دلیل قطعی کے بجائے دلیل ظنی سے ثابت ہو۔[۱۰۴]

میر سیّد شریف علی بن محمد بن علی جرجانی حنفی متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں: **الفرض: مَا ثَبت بِدَلِيلٍ قَطعی لَا شبهَة فِيه، وَيكْفر جَاحده، وَيعذب تَارِكه۔**[۱۰۵]

یعنی، فرض وہ ہے: جو دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل سے کہ جس میں کوئی شبہ نہ ہو، اور فرض کا انکار کرنے والا کافر ہو جائے گا اور اس کے چھوڑنے والے کو عذاب دیا جائے گا۔

۱۰۴۔ شرح التلويح على التوضيح لمتن التّنقيح في أصول الفقه، الركن الثاني في السنة ۸۵/۲،

۱۰۵۔ كتاب التعريفات، باب الفاء، ص۱٦۵

اورآگے لکھتے ہیں:الواجِب....فی عرفِ الفقهاءِ :عبارة عما ثبت وجوبه بدلِيل فِيه شبهة العَدم ،كَخبرِ الوَاحِدِ، وهُوَ يثَاب بفِعْلِه، وَيسْتحق بتَركِه عقوْبة ؛لَولا العذر ،حَتى يضللَ جَاحده وَلا يكْفر بِه۔[106]

یعنی،فقہاء کے عرف میں واجب سے مراد یہ ہے: جس کا وجوب ایسی دلیل کے ساتھ ثابت ہو کہ جس میں نہ ہونے کا شبہ ہو، جیسے خبرِ واحد،اور واجب کی ادائیگی پر ثواب دیا جائے گا اور اسے چھوڑنے والا سزا کا مستحق ہو گا؛اگر عذر نہ ہو، یہاں تک کہ واجب کا منکر گمراہ ہے اوراُس کی تکفیر نہ کی جائے گی۔

اور مفتی جلال الدین احمد امجدی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۴۲۲ھ کے مصدقہ فتاوی میں ہے: فقہی اصطلاح میں فرض اس کو کہتے ہیں جو دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک کافر ہے بلا عذر صحیح ایک بار بھی چھوڑنے والا فاسق مرتکب کبیرہ و مستحق عذاب نار ہے جیسے نماز،روزہ، رکوع، سجود وغیرہ۔ واجب وہ ہے کہ اس کی ضرورت دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا منکر گمراہ و بے دین ہے اور ایک بار بھی قصداً چھوڑنے والا گناہ صغیرہ اور چند بار چھوڑنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور نماز میں قصداً چھوڑنے سے نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب۔ اور بھول کر چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو لازم اور فرض بھول کر چھوٹ جائے تو وہ سجدہ سہو سے صحیح نہیں ہو گی پھر سے پڑھنا پڑے گا۔ فرض وواجب کے درمیان یہی فرق ہے۔[107]

۱۰۶۔ کتاب التعریفات، باب الواو، ص۲۴۹

۱۰۷۔ فتاوٰی فقیہ ملت، نفل وتر اوتح کا بیان، ۱/۲۰۳۔۲۰۴

اور حج میں اگر کسی نے فرض چھوڑدیا تواُس کا حج ادانہ ہو گا جیسے وقوفِ عرفہ یاطوافِ زیارت کے اکثر حصہ کو چھوڑدینا، فرق یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ چھوڑدیا توحج ادانہیں ہو گا، اور طوافِ زیارت چھوڑدیاتوطوافِ زیارت کی ادائیگی تک وہ عورتوں کے حق میں مُحرم رہے گا اور جب بھی اداکرے گا یہ فرض اداہو جائے گا، لیکن بارہویں ذوالحجہ کے غروب سے پہلے چار پھیرے نہ کرنے کی صورت میں دَم لازم ہو گا، کیونکہ حج کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ بارہ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب سے قبل طوافِ زیارت کے کم از کم چار پھیرے اداکرلے اور یہ حکم ہر ایک کے لئے ہے سوائے حیض ونفاس والی عورت کے۔

اور حج کے فرض اورواجب میں فرق بیان کرتے ہوئے علامہ علاء الدین علی بن بلبان فارسی حنفی متوفی ۷۳۹ھ لکھتے ہیں: الرّکن: ما لا یُجزيٴ عنه البدلُ إذا ترکه، (ولا یصحّ الحجّ والواجب: ما یُجزيٴ عنه البدلُ إذا عجَز عن الأداء، ویصحُّ حجُّه)ما بین المعقوفین لیس فی (م)... کما فی حاشیة الکتاب۔[۱۰۸]

یعنی، رکن یعنی فرض وہ ہے کہ جس کے ترک میں بدل جائز نہیں اور فرض چھوڑنے پر حج صحیح نہیں ہوتا، اور واجب یہ ہے کہ جب کوئی اسے اداکرنے سے عاجز ہو تواُس میں بدل جائز ہے، اوراُس کا حج صحیح ہو جاتا ہے۔

اور مفتی وقاضیٔ مکہ علامہ ابو البقاء محمد بن احمد حنفی متوفی ۸۵۴ھ لکھتے ہیں: حکمُ الفرائضِ: أنّه لایُجزيٴ الحَج إلا بها، ولا تجبر بدم... حُکم

۱۰۸۔ عمدة السّالک فی المناسک ،الباب السادس فی أرکان الحجّ وواجباته وسُننه وآدابه وشرائطه، ص۲۱۰

الواجِبَات:أنّه يلْزمه دم مع تركها إلا ركعَتَي الطّوافِ، ويجزئه الحجّ سوَاء تركها عمداًأو سهواً، لكن العَامد آثم۔(۱۰۹)

یعنی، فرائض کا حکم یہ ہے کہ حج اس کے بغیر ادا نہیں ہوتا،اور نہ ہی یہ کمی دَم کے ذریعے پوری ہو سکتی ہے،اورواجبات کا حکم یہ ہے: کہ اس کے ترک پر دم لازم آتا ہے البتہ طواف کی دو رکعتوں کے ترک پر دم لازم نہیں آتا،واجب کے ترک پر حج ادا ہو جاتا ہے خواہ جان بوجھ کر واجب چھوڑا ہو یا بھول کر،لیکن جان بوجھ کر واجب چھوڑنے والا گنہگار ہو گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۱ذوالقعدۃ۱۴۴۰ھ۔۲۴جولائی۲۰۱۹م

فرض یا نفل حج کے لئے بلا اجازتِ شوہر نکلنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی خاتون پر حج فرض تھا اور اُسے مَحرم جیسے باپ یا بھائی وغیرہما بھی میسر ہے کہ جس کے ساتھ وہ حج کو جا سکتی ہے تو اُسے حج کو جانے کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے یا نہیں اور اگر نفلی حج ہو تو کیا حکم ہو گا؟

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں فرض حج کے لئے اس خاتون کو شوہر کی اجازت مل جائے تو بہتر ہے اور اگر اجازت نہ ملے تو اُسے بلا اجازت جانا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ اپنے مَحرم کے ساتھ جائے۔چنانچہ علامہ فرید الدین عالم بن علاء انصاری دہلوی متوفی۷۸۶ھ لکھتے ہیں:إذا وجدَت مَحرماً،ولَا يأذن لها زوجهَا أن تخرجَ فلهَا أن تخرجَ بغيرِ إذنِه في حجةِ الإسلام۔(۱۱۰)

۱۰۹۔ البحر العمیق،الباب الثالث:فی مناسک الحج،۳۵٤/۱

۱۱۰۔ الفتاوی التّاتارخانیة،کتاب الحج،الفصل الأول فی بیان شرائط الوجوب،۴۷۵/۳

یعنی، جب عورت مَحرم پائے اور اُس کا شوہر اُسے حج کے لئے نہ نکلنے دے تو عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ فرض حج میں اُس کی اجازت کے بغیر نکلے۔

علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی جماعت نے لکھا ہے:

عِنْدَ وُجُودِ الْمَحْرَمِ كَانَ عَلَيْهَا أَنْ تَحُجَّ حَجَّةَ الْإِسْلَامِ، وَإِنْ لَمْ يَأْذَنْ لَهَا زَوْجُهَا۔(۱۱۱)

یعنی، مَحرم موجود ہونے کے وقت عورت پر لازم ہے کہ وہ فرض حج کرے، اگرچہ اُس کا شوہر اُسے اجازت نہ دے۔

اور نفلی حج کے لئے بلا اجازتِ شوہر جانا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ نظام الدین حنفی اور علمائے ہند کی جماعت نے لکھا ہے: **فِي النَّافِلَةِ لَا تَخْرُجُ بِغَيْرِ إِذْنِ الزَّوْجِ۔**(۱۱۲)

یعنی، نفلی حج میں عورت بلا اجازتِ شوہر نہ نکلے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

جمعرات، ۱۳ رمضان ۱۴۴۱ھ۔ ۷ مئی ۲۰۲۰ م

حج کو کفایت کرنے والے مال سے نکاح کا حکم؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص کے پاس صرف اتنا مال ہو کہ اُس سے حج کر سکتا ہو مگر اُس مال سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو کیا وہ اُس مال سے نکاح کرلے، جبکہ اُس نے کبھی فرض حج ادا بھی نہ کیا ہو؟

۱۱۱۔ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الأول فی تفسير الحج۔۔۔إلخ، ۲۱۹/۱

۱۱۲۔ الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الأول فی تفسير الحج۔۔۔إلخ، ۲۱۹/۱

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں وہ نکاح نہ کرے بلکہ حج کرے کہ حج فرض ہے یعنی جب کہ حج کا زمانہ آگیا ہو۔

چنانچہ علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی جماعت نے لکھا ہے: **إِذَا وَجَدَ مَا يَحُجُّ بِهِ وَقَدْ قَصَدَ التَّزَوُّجَ يَحُجُّ بِهِ، وَلَا يَتَزَوَّجُ؛ لِأَنَّ الْحَجَّ فَرِيضَةٌ أَوْجَبَهَا اللَّهُ تَعَالَى عَلَى عَبْدِهِ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ۔** (۱۱۳)

یعنی، جب کوئی اتنا مال پائے کہ جس سے حج کر سکتا ہو اور وہ اُس مال سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو وہ اُس مال سے نکاح نہ کرے بلکہ حج کرے کیونکہ حج فرض ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندے پر لازم فرمایا ہے، اسی طرح "تبیین الحقائق" (۱۱۴) میں ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: اتنا مال ہے کہ اس سے حج کر سکتا ہے مگر اُس مال سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو نکاح نہ کرے بلکہ حج کرے کہ حج فرض ہے یعنی جب کہ حج کا زمانہ آگیا ہو۔ (۱۱۵)

لیکن اگر کسی کو شہر والوں کے نکلنے سے قبل مجرد رہنے میں معصیت کا خوف ہو، اور وہ اپنے مال کو نکاح میں خرچ کر ڈالے، تو حرج نہیں۔

لیکن اگر وہ شہر والوں کے نکلنے سے پہلے اپنے مال کو خوفِ معصیت کے سبب نکاح میں خرچ کر ڈالے اور اُسے مجرد رہنے میں خوفِ معصیت بھی ہو تو حرج نہیں۔

۱۱۳۔ الفتاوى الهندية، كتاب المناسك، الباب الأول فى تفسير الحج وفرضيته ووقته وشرائطه وأركانه وواجباته وسننه وآدابه ومحظوراته، ۲۱۷/۱

۱۱٤۔ تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج، تحت قوله :وقدرة وزاد راحلة ،۲۳٦/۲

۱۱۵۔ بہار شریعت، حج کا بیان، حج واجب ہونے کے شرائط، ۱/ ۱۰۴۲

چنانچہ علامہ علاء الدین حنفی حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: فِي الْأَشْبَاهِ: مَعَهُ أَلْفٌ وَخَافَ الْعُزُوبَةَ إِنْ كَانَ قَبْلَ خُرُوجِ أَهْلِ بَلَدِهِ فَلَهُ التَّزَوُّجُ، وَلَوْ وَقْتَهُ لَزِمَهُ الْحَجُّ۔[۱۱۶]

یعنی، اشباہ[۱۱۷] میں ہے کہ اگر کسی کے پاس ایک ہزار[۱۱۸] ہوں[۱۱۹] اور اُسے شادی نہ کرنے میں گناہ کا خوف ہو تو اُسے نکاح کرلینا جائز ہے، جبکہ اُس کے شہر والے حج کو نہ نکلے ہوں اور اگر یہ مال لوگوں کے روانہ ہونے کے وقت ہو تو اُسے حج کرنا لازم ہو گا۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی لکھتے ہیں: اور اگر پہلے نکاح میں خرچ کر ڈالا اور مجرد رہنے میں خوفِ معصیت تھا تو حرج نہیں۔[۱۲۰]

اور فی زمانہ حج کی درخواست دینے کی تاریخوں کا اعتبار ہو گا کیونکہ حج کے لئے درخواستیں شہر والوں کے حج کو نکلنے سے کچھ عرصہ پہلے جمع کروائی جاتی ہیں اور یہ عرصہ ایک ماہ بھی ہو سکتا ہے اور اس سے زائد بھی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

یوم الجمعۃ، ۲۸ ذوالقعدۃ ۱۴۴۰ھ۔ ۱، أغسطس ۲۰۱۹م

۱۱۶۔ الدّرّالمختار شرح تنویر الأبصار، کتاب الحج، تحت قوله: فضلاً عما لا بد منه، ص۱۵۶

۱۱۷۔ الأشباه والنّظائر، الفن الثاني: الفوائد، کتاب الحج، ص۱۷۵

۱۱۸۔ اتنامال کہ جو حج کے لئے کفایت کرتا ہو، کمافی حاشیة الطحطاوي علی الدّرّالمختار، کتاب الحج، تحت قوله: معه الف، ۱/۴۸۳، وفیه: المراد أن عنده ما یکفی للحج

۱۱۹۔ یعنی اُس کے پاس اتنامال ہو جو حج کو کفایت کرتا ہو

۱۲۰۔ بہارِ شریعت، حج کا بیان، حج واجب ہونے کے شرائط، ۱/۱۰۴۲

ماخذ و مراجع

۞ الأشباه والنّظائر على مذهب أبي حنيفة النّعمان، للعلّامة الشّيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بإبن نجيم المصرى الحنفى (ت٩٧٠هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ-١٩٩٣م

۞ أصول السّرخسى، للإمام شمس الدّين أبوبكر محمد السّرخسى الحنفى (ت٤٩٠هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٣م

۞ أصول فخر الإسلام البزدوى مع شرحه كشف الأسرار، للعلّامة أبي الحسن على بن محمّد البزدوى الحنفى (ت٤٨٢هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

۞ البحر العميق فى مناسك المعتمر و الحاجّ إلى بيت الله العتيق لإبن الضّياء، محمّد بن أحمد المكى الحنفى (ت٨٥٤هـ)، تحقيق عبدالله نذير أحمد عبد الرّحمن مزى، مطبوعة: مؤسسة الرّيان، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ-٢٠٠٦م

۞ بدائع الصّنائع فى ترتيب الشرائع للكاسانى، علاؤ الدين أبي بكر بن مسعود الحنفى (ت٥٨٧هـ) تحقيق وتعليق على محمد معوض و عادل أحمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

۞ بہارِ شریعت، صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی (ت۱۳۶۷ھ)، ناشر: مکتبۃ المدینہ، کراچی، طباعت ۱۴۳۵ھ-۲۰۱۴م

۞ تبيين الحقائق شرح كنز الدّقائق، للإمام فخر الدين عثمان بن على الزّيلعى الحنفى (ت٧٤٣هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠م

۞ تفسير المظهرى، للقاضى محمّد ثناء الله العثمانى الحنفى المظهرى (ت١٢٢٥هـ)، مطبوعة: دار إحياء التّراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ-٢٠٠٤م

تفسیر الملّا علی القاری، للعلّامة علی بن سلطان محمد القاری الحنفی (ت۱۰۱۴ھ)، مطبوعة: المکتبة المعروفیّة، کوئٹہ، الطبعة الرابعة ۱۴۳۳ھ۔ ۲۰۱۳م

تفسیر القرآن العظیم، للحافظ عمادالدّین أبوالفداء إسماعیل بن کثیر الدمشقی الشّافعی (ت۷۷۴ھ)، مطبوعة: دار الأرقم، بیروت

تنویر الأبصار، للعلّامة محمد بن عبد اللهبن غزی التّمرتاشی الحنفی (ت١٠٠٤ھ)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٢م

جامع الأسرار فی شرح المنار للنّسفی، للعلّامة قوام الدّین محمدبن محمد البخاری الکاکی الحنفی (ت۷۴۹ھ)، النّاشر: مکتبة نزار مصطفی الباز، الرّیاض، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

الجوهرة النیرة شرح القدوری للإمام أبی بکر بن علی بن محمد الحدادی الحنفی (ت۸۰۰ھ)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

حاشیة الطحطاوی علی الدّر المختار، للعلّامة سید أحمد طحطاوی حنفی (ت١٢٣١ھ)، مطبوعة: دار المعرفة، بیروت

حیاة القلوب فی زیارة المحبوب للسّندی، المخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور الحارثی الحنفی (ت١١٧٤ھ)، مطبوعة: إدارة المعارف، کراتشی ١٣٩١ھ

الدّرّالمختار شرح تنویر الأبصار، للعلامة علاؤ الدّین محمّد بن علی بن محمّد بن علی بن عبد الرّحمن الحصکفی الحنفی (ت١٠٨٨ھ)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٢م

ردّ المحتار علی الدّرّ المختار للشّامی، محمد أمین بن عمر ابن العابدین الحنفی، تحقیق عبدالمجید طعمه الحلبی (ت١٢٥٢ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ٢٠٠٠م

۞ رفيق الحَرمين، للشّيخ أبي بلال محمد إلياس العطار الضيائی، ناشر: مكتبةُ المدينه باب المدينة، كراتشى، طباعت۱۴۴۰ھ-۲۰۱۹م

۞ سُنَن أبي داؤد، للإمام سليمان بن أشعث السّجستانى(ت۲۷۵ھ)، تعليق عبيد الدّعاس وعادل السّيد، مطبوعة: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ-١٩٩٧م

۞ شرح التلويح على التوضيح لمتن التّنقيح فى أصول الفقه، للإمام سعد الدّين مسعود بن عمر التّفتازانى الشّافعى (ت٧٩٢ھ)، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۶م

۞ عُمدة السّالک فى المناسک، للإمام أبي الحسن علاء الدّين علىّ إبن بلبان الفارسىّ المصرىّ الحنفىّ(ت٧٣٩ھ)، مطبوعة: دار اللّباب، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٨ھ-٢٠١٧م

۞ غنية ذوى الحكام، للعلّامة حسن بن عمار الشرنبلالى الحنفى (ت١٠٦٩ھ)، مطبوعة :مطبعة أحمد كامل الكائنة فى دار السّعادة ١٣٢٩ھ

۞ الفتاوى التّاتارخانية، للعلّامة فريد الدين عالم بن العلاء الإندرپتى الدّهلوى الهندى الحنفى(ت٧٨٦ھ)، مطبوعة: مكتبه فاروقيه، كوئٹه

۞ الفتاوى السراجية، للعلّامة سراج الدين على بن عثمان الأوسى الحنفى (ت۵۶۹ھ)، مطبوعة: مير محمد كتب خانه، كراتشى

۞ الفتاوى الهندية، للعلّامة نظام الدين الحنفى (ت١١٦١ھ)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة١٣٩٣ھ-١٩٧٣م

۞ فتاوی رضویہ، امام احمد رضاخان حنفی (ت ۱۳۴۰ھ)، مطبوعہ: رضافاؤنڈیشن، لاہور، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م

۞ فتاوٰی فقیہ ملّت، مفتی جلال الدین احمد امجدی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ت ۱۴۲۲ھ)، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور، سن طباعت بار اوّل ۲۰۰۵م

۞ القرآن الكريم

۞ كتاب الأصل المسمّى بالمبسوط، للإمام محمد بن الحسن الشّيباني (ت١٨٩ھ)، تصحيح وتعليق أبي الوفاء الأفغاني، عالم الكتب، بيروت، الطّبعة الأولى١٤١٠ھ-١٩٩٠م

۞ كتاب التعريفات، مير سيّدشريف على بن محمد بن على الجرجاني الحنفي (ت٨١٦ھ)، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤٠٣ھ- ١٩٨٣م

۞ كتاب المبسوط للسرخسي، للإمام شمس الدّين أبوبكر محمد السّرخسي الحنفي (ت٤٩٠ھ)، مطبوعة: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى١٤٢١ھ- ٢٠٠٠م

۞ كشف الأسرار شرح المصنّف على المنار، للإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد المعروف بحافظ الدّين النّسفي (ت٧١٠ھ)، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت

۞ كنز الدّقائق، للإمام عبد الله بن أحمد النّسفي (ت٧١٠ھ) و شرحه البحر الرائق، للعلّامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بإبن نجيم المصري الحنفي (ت٩٧٠ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨ھ-١٩٩٧م

۞ كنزالإيمان، للإمام أحمد رضا الحنفي (ت١٣٤٠ھ)

۞ لب لباب المناسک في ضمن مجموع رسائل العلّامة الملّا على القاري، للإمام نور الدين على بن محمد سلطان الهروي الحنفي (ت١٠١٤ھ)، مطبوعة: المكتبة المعروفية، لاهور، الطبعة الرّابعة١٤٤٠ھ-٢٠١٧م

۞ لباب المناسک وعُبَاب المسالک، للإمام رحمة الله بن عبدالله بن ابراهيم السِّندي الحنفي (ت٩٩٣ھ)، مطبوعة: دار قرطبة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢١ھ

۞ مجامع المناسک ونفع النّاسِک، للإمام رحمة الله بن عبدالله بن ابراهيم السِّندي الحنفي (ت٩٩٣ھ)، نشر: مدرسّة إسلاميّة نقشبندية، افغانستان

۞ المحيط البرهاني، للإمام برهان الدين أبي المعالي محمود بن صدر الشريعة إبن مازه البخاري (ت٦١٦ھ)، مطبوعة: إدارة القرآن، كراتشي

◌ المسالک فی المناسک،للإمام منصورمحمد بن مکرم بن شعبان الکرمانی الحنفی (ت٥٩٧ھ)،مطبوعة:دار البشائر الإسلامية،بيروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٤ھ۔٢٠٠٣م

◌ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط،للإمام نور الدین علی بن محمد سلطان الھروی الحنفی(ت١٠١٤ھ)،محقق محمد طلحه بلال أحمد مینار، مطبوعة:المكتبة الإمدادية،مكة المكرمة،الطبعة الأولیٰ١٤٣٠ھ۔٢٠٠٩م

◌ ملتقی الأبحر وشرحه مجمع الأنھر،للإمام عبد الرّحمن بن محمد بن سلیمان الحنفی (ت١٠٧٨ھ)مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤١٩ھ۔١٩٩٨م

◌ نِهایة الأمل فی بیان مسائل الحجّ البدَل،للعلّامةمحمّد عبد الحق الہ آبادی المہاجرالمکی الحنفی(ت١٣٣٣ھ/١٩١٥م)،مطبوعة:جمعیّة إشاعةأھلسنّت، پاکستان، اشاعت٢٠١٨

◌ الھدایة شرح بدایة المبتدیللمرغینانی،برھان الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر الحنفی(ت٥٩٣ھ)،دار الارقم،بیروت

◌ وقار الفتاوی، مفتی وقار الدین قادری (ت ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳م)،ناشر:بزم وقار الدین، کراچی، اشاعت چہارم: مئی،۲۰۰۸م

طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجدّدی مدظلہ العالی

تخریج وحواشی

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

توہینِ رسالت اور اسلامی قوانین

تالیف

شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وحواشی
علامہ عبد اللہ فہیمی مدظلہ العالی

تحقیق وتخریج
مفتی ابو محمد اعجاز احمد مدظلہ العالی

تقدیم
حضرت علاّمہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ النور)

ناشر
جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

العروة في الحج والعمرة

فتاوی حج وعمرہ

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان